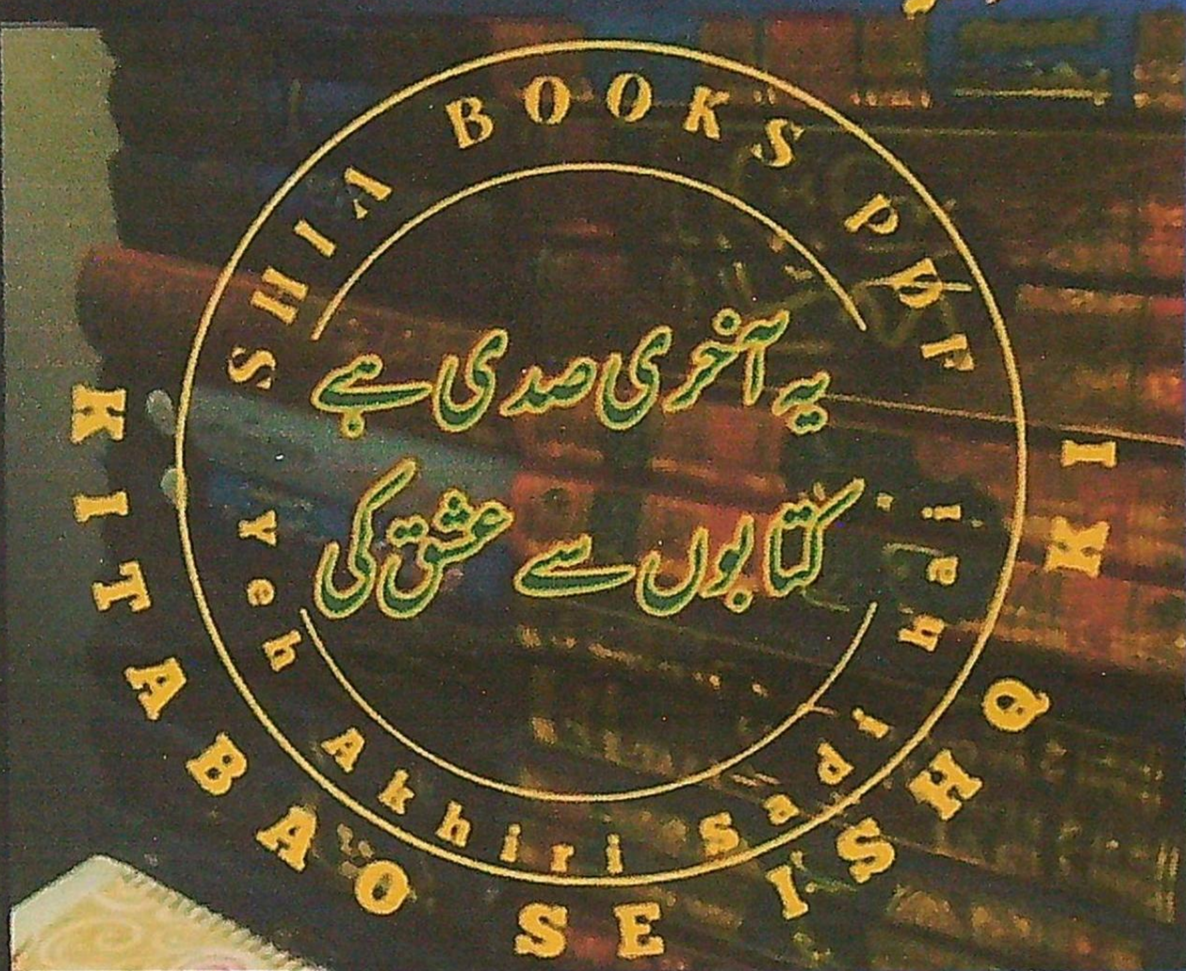
بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

Shia Books PDF منظر ایلیاء



MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

مصائب
۱۱۲

ادارۂ تبلیغ کا بارہواں رسالہ

شیعوں کا ماتم

مصنفہ

از حکیم الامۃ علامۃ مفتی السید احمد صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ العالی

باہتمام اقبال حسین پرنٹر و سید محمد پبلشر
مطبوعہ الواعظ صفدر پریس واقع ڈیوڑھی آغا میر
لکھنؤ طبع گردید

ادارہ تبلیغ کا بارہواں رسالہ

شیعوں کا ماتم

مصنفہ

سرکار حکیم الامہ علامہ ہندی مجتہد العصر مدظلہ العالی

مطبوعہ الواعظ صفدر پریس فروری سنہ ۱۹۳۶ء

باسمہٖ سبحانہٗ

حسینؑ ابن علیؑ

عرب کا شاہنشاہ، عجم کا بادشاہ، اقوام عالم کا رہبر، رسول کا دلبر، شیدہ کا نورِ نظر، انبیاء کا وارث، علی کا فرزند، اسلام کا حافظ، دین کا نگہبان، امت کا کشتی بان، یعنی حسینؑ ابن علیؑ یہ وہ ذات ہے جسپر تمدن کو فخر، اخلاق کو ناز، سیاست کو ناز، اقتصاد کو ناز، معاشرت کو ناز، انسانیت کو ناز، قومیت کو ناز، مذہب کو ناز، شجاعت کو ناز، ایثار وفداکاری کو ناز، علم وحکمت کو ناز، زہد واتقا کو ناز۔ رسالت کو ناز، الوہیت کو ناز، ملکوتیت کو ناز، ہم اوس سردار جوانان اہل جنت کی سوانح عمری نہین لکھنے بیٹھے ہین بلکہ قوم سے ان کا تعارف اسطرح کرانا چاہتے ہین کہ امام حسینؑ کون تھے کس نسل سے تھے۔ کہاں زندگی کی۔ کہاں پیدا ہوئے۔ کہاں قتل ہوئے۔ یہ باتین ہمین توریت کی روشنی مین دیکھنا ہین اور قدیم تاریخوں مین ڈھونڈھنا ہے۔ تاکہ ذات مقدس کو ہم غیر اقوام سے تعارف کرادین اور اسلئے ناگزیر ہے کہ اجمالاً عرب کی وجہ تسمیہ۔ اوسکی مختصر جغرافی حالت اور اسکے قدیم بسنے والے اقوام کا ذکر کرکے اوس شہادت کی عظمت کو بیان کرین جسکو ہمیشہ سے ماتم کرکے اقوام عالم پر ثابت کردیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

السید احمد النقوی

۱۹ فروری ۱۹۳۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرب کی وجہ تسمیہ

عرب کی وجہ تسمیہ مین اختلاف ہے۔

۱. بعض کا قول ہے کہ عرب "عربہ" سے مشتق ہے جسکے معنی ہموار بیابان کے ہین جو صوبہ "تہامہ" کا ایک ضلع ہے۔

۲. بعض کے نزدیک "عیبر" سے مشتق ہے جسکے معنی خانہ بدوش کے ہیں اسلئے کہ سابق میں عرب خانہ بدوش تھے۔ اس صورت مین اسکا اشتقاق لفظ عبرانی سے ہے جسکی وجہ تسمیہ ہی سے ثابت ہوتا ہے۔

۳. بعض کے نزدیک یہ لفظ عبری مصدر عرب سے مشتق ہے جسکے معنی نیچے جانے کے ہیں اور اس سے وہ ملک مراد ہے جسمین "سمگ" یعنی سام بن نوح کی اولاد کو جو کہ دریائے فرات کے کنارے پر رہتی تھی آفتاب غروب ہوتے معلوم ہوتا تھا۔

۴. بوکارٹ صاحب کے نزدیک لفظ عرب ایک فینی شین لفظ سے (جسکے معنی اناج کی بالیوں کے ہیں) مشتق ہے۔

۵. لفظ عربہ ایک حبری لفظ بھی ہے جسکے معنی بنجر زمین کے ہیں اور توریت مین شام اور عرب کی حد فاصل کے طور پر بار بار بولا گیا (جیبرز انسائکلوپیڈیا صفحہ ۳۴۴) مذکورہ معنوں مین ٹھیک یہی معلوم ہوتا ہے جو خود اس لفظ سے نکلتا ہے اور اس ملک کی طبعی بناوٹ کو ظاہر کرتا ہے۔ لفظ عربہ کے معنی وادی یا بیاباں کے ہین اور وہ ایک بہت بڑا حصہ جزیرۃ العرب کا بطور بیاباں ہے اور وادی کے نام سے مشہور ہے اسیوجہ سے کل جزیرے کا نام عرب ہوگیا۔ "عربہ" کا لفظ ہر قصبہ کے نام کے پہلے بطور ایک صفت لگایا جاتا تھا۔ اور اسیطرح سے "عربات" جو جمع ہے اسس

جزیرہ کے ایک حصہ پر بولا جاتا تھا مراصد الاطلاع صفحہ ۲۴۵ میں بھی لکھا ہے "عربات بالتحريك جمع عربة وهي بلاد العرب"، اور اسکی تصدیق توریت استثنا باب ۳۳ آیات ۱ و ۸ سے ہوتی ہے۔

اس جزیرے کا نام کب سے عرب ہوا

یہ بات کہ یہ جزیرہ کب سے عرب کے نام سے مشہور ہوا ٹھیک طور پر تاریخ سے معلوم نہیں ہوتی لیکن کتاب اول ملوک باب ۱۰ آیت ۱۵ میں جہاں ملکہ سبا اور حضرت سلیمان کی ملاقات کا ذکر ہے، اس ملک کو عرب کے نام سے ذکر کیا ہے۔ یہ واقعہ ۱۰۰۰ء قبل مسیح کا ہے۔ مگر درحقیقت اس زمانہ سے بہت پہلے یہ جزیرہ اسی نام سے موسوم معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکا ذکر کتاب ملوک میں اسطرح سے ہوا ہے گویا ایک بہت مشہور و معروف ملک کا نام ہے۔

توریت استثنا باب ۱ آیت ۷ اور باب ۲ آیت ۸ میں بھی عربہ کا لفظ پایا جاتا ہے اسلئے یہ بات یقینی ہے کہ عرب عربی زبان کا لفظ نہیں ہے بلکہ اس زبان کے حدوث سے پہلے کا لفظ ہے جو عبرانی ہے۔

حدود اربعہ

عرب کے حدود اربعہ حسب ذیل ہیں۔ مغرب میں بحر احمر۔ مشرق میں خلیج فارس وخلیج عمان۔ جنوب میں بحر ہند۔ شمال کیجانب بابل اور شام سے ملی ہوئی ہے اور اسکو آبنائے سویز سے علیحدہ کرتی ہے۔ یہ جزیرہ نما شمال و مغرب کیجانب کنعان سے ملا ہوا ہے جو بنی اسرائیل کا وطن ہے اور جسکو متقدمین یونان فینشیا اور زمانہ متوسط میں فلسطین یا ارض مقدس کہتے تھے اور بالفعل سریہ یعنی شام کے نام سے مشہور رہے۔

عرب کی جغرافیہ

عرب ایک وسیع سطح اور ویران ملک ہے جا بجا چند سرسبز و شاداب اقطاع

بھی ہیں اور بعض عظیم الشان پہاڑ بھی ہیں سب سے بڑا عیب اس سرزمین میں یہ ہے کہ اسمیں کثرت سے وادیاں ہیں اور پانی نہیں ہے۔ مختلف قسم کے میوے ہوتے ہیں جیسے کھجور مختلف قسموں کے بہترین میوہ ہے اور عرب کی زندگی کا سہارا ہے۔ عرب کے گھوڑے بھی تمام دنیا میں مشہور ہیں جو درحقیقت ملک فارس سے لاکر تربیت کئے گئے تھے۔ لیکن عرب کے لئے سب سے زاید مفید جانور اونٹ ہے جو ریگستانی جہاز کا کام دیتا ہے عرب ٹھیک دو حصوں پر تقسیم ہوسکتا ہے۔ ایک عرب الحجر یعنی کوہستان عرب جو خلیج سویز سے لیکر بحر احمر اور بحر عرب تک پھیلا ہے۔

دوسرا عرب الوادی یعنی عرب کا مشرقی حصہ۔ مگر بطلیموس نے عرب کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ عرب الحجر یعنی پتھریلا عرب۔ عرب المعمور یعنی آباد حصہ۔ عرب الوادی یعنی ریگستانی عرب۔ بطلیموس کی جغرافیہ کی بنا پر عرب الحجر کو خلیج سویز سے لیکر یمن یا عرب المعمور کی حد تک شمار کرنا چاہئے جسمیں تمام شمالی عربی حصہ شامل ہے۔ عرب المعمور میں مغربی اور جنوبی کنارہ عرب الوادی میں تمام اندرونی حصہ (چیمبر انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۴۴)

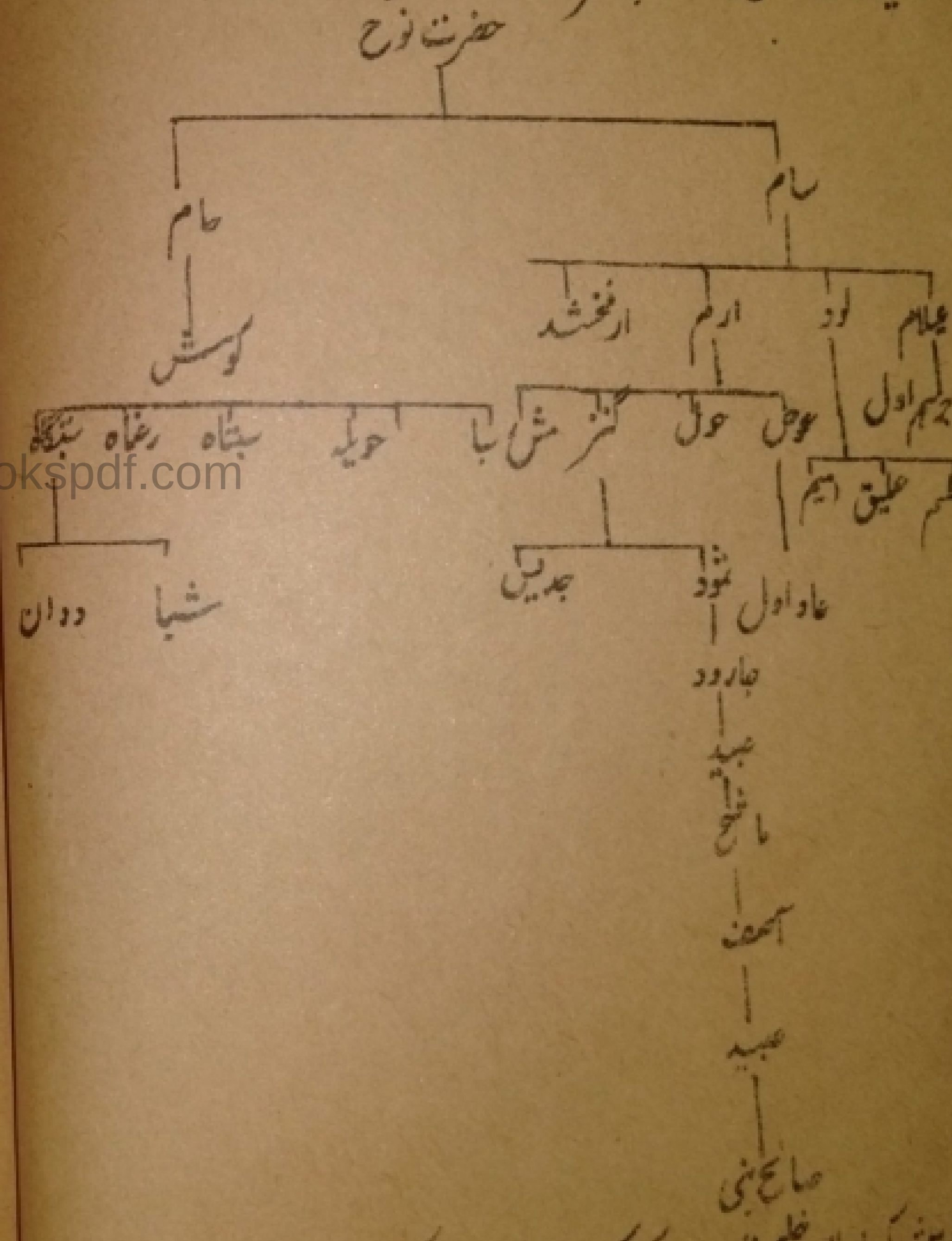
عربی جغرافیا نویسوں نے جزیرہ عرب کو پانچ حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ تہامہ۔ حجاز۔ نجد عروض۔ یمن۔ لیکن اس خطہ کی تقسیم باعتبار اقوام قدیمہ اور اون آبادیوں کے ناموں کے اور انکے ملکی حالات اور انکے باشندوں کے اعتبار سے بے شمار حصوں پر منقسم لیکن اون حصوں کا ٹھیک پتہ لگانا اور انکی آباد قوموں کے زمانوں کو صحیح طور پر بتانا اور یہ بتانا کہ وہ قومیں کہاں سے آئیں اور کہاں آباد ہوئیں ایک مورخ کیلئے محالات سے ہے اور اوسکی رہنمائی اگر ہوسکتی ہے تو صرف بیبل سے جسکا بالاختصار ذکر کرینگے اور تاریخ عرب سے بھی۔

اقوام عرب

یہ بات تمام مورخین کے نزدیک مسلم ہے کہ سرزمین عرب صرف اولاد حضرت نوح سے آباد ہوئی ہے اور قدیم متوطنان عرب تین ناموں سے مشہور ہے۔ اول

عرب البائرہ یعنی صحرائی اور خانہ بدوش عرب - دوسرے عرب العاربہ یعنی تمدن یافتہ
تیسرے عرب المستعربہ یعنی عرب میں نئی آباد ہونے والے جو زمانہ دراز گذرنے پر عرب
بن گئے تھے -

اجمالی خاکہ ان اقسام سہ گانہ کا علیحدہ علیحدہ ہم پیش کرتے ہیں جو ایک شجرہ سے
ایک کے واضح ہوگا - پہلے عرب بائدہ جنکا شجرہ حسب ذیل ہے -



کوش کی اولاد خلیج فارس کے کنارے اور اسکے قرب وجوار کے میدانوں میں

آباد ہوئی جرہم کی اولاد رود فرات کے جنوبی کنارہ پر سکونت پذیر ہوئی
لود کی اولاد تمام مشرقی حصہ عرب میں یمامہ سے لیکر بحرین تک اور اسکے گرد و نواح
میں آباد ہوئی - عوص اور عاد - جنوب عرب حضرموت اور اسکے قرب وجوار میں آباد
ہوئی جدیس عرب الوادی میں آباد ہوا اور ثمود نے عرب الحجاز اور اس میدان میں
جو وادی القریٰ کے نام سے مشہور ہے اور ملک شام کی جنوبی اور ملک عرب کی شمالی
حد سے آباد ہوا (ابو الفداء، معالم التنزیل بغوی، مراصد الاطلاع مشترک یاقوت حموی
تقویم البلدان)

کچھ حصہ اولاد جناب نوح کے آباد کردہ مقامات سے تعلق نہیں ہے بجز اولاد کوش
کے جس نے اوس مقام کو آباد کیا جیسے سرزمین کربلا واقع ہے جو اس کتاب کے ہیرو کا
قتل گاہ اور مزار مقدس ہے - لہذا ہم تفصیل سے اسکا بیان کرینگے -

بنی کوش

مورخین نے اسکا کچھ حال نہیں لکھا ہے - اسلئے جارج سیل اور دیگر مصنفوں
کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اولاد کوش عرب میں آباد نہیں ہوئی حالانکہ پیدائش
باب ۲ - آیت ۱۳ الغایت ۱۴ میں ہے کہ دوسری نہر کا نام جیحون ہے جو کوش
کی ساری زمین کو گھیرتی ہے - اور تیسری نہر کا نام دجلہ ہے جو اسور کے پورب جاتی
ہے اور چوتھی نہر کا نام فرات ہے - توریت کے اس بیان سے کوش کی آبادی کا
ٹھیک مقام معلوم ہوتا ہے -

اور نڈ فارسٹر صاحب نے بڑی جد وکد سے ثابت کیا ہے کہ بنی کوش درحقیقت
عرب میں خلیج فارس کے کنارے پر آباد ہوئے تھے اور مشرقی کنارے کے مختلف
شہروں کے ناموں کو بطلیموس کے ناموں سے مقابلہ کرکے بڑی کامیاب بحث کی ہے
ہم خلاصہ درج ذیل کرتے ہیں -

"یہ ایک عام اور مسلم رائے ہے کہ بابل کلان - کوش نے پہلے وہ حصہ وادی القرےٰ
کا آباد کیا جو دریائے فرات کے ملحق ہے اور یہ رائے بظاہر وجوہات ذیل پر مبنی ہے -
ضلع مذکور کا خوزستان یعنی کوش کا اصلی وطن کے قریب واقع ہونا - زمانہ مابعد میں

شہر "سبی" اور قوم "سبا" کا سرحد خالدیہ پر موجود ہونا کوشی ناموں اور خاندانوں جو
سبتاہ، راماہ، ددان، کا خلیج فارس کے کنارے مسلسل سلسلے مین واقع ہونا اور
آخر یہ کہ اشعیاہ نبی کی کتاب کے دو مقامونپر کوش اور سبا کا ساتھ ساتھ ذکر کیا جانا
سے پایا جاتا ہے کہ "سبا، خوزستان" سے ملحق ہے "راس مسندم" کے قریب جسکو بطلیموس
نے "راس اسابی" لکھا ہے ہم مسٹر بیل کے نقشہ شہر "کشکان" جو توریت کے
کے مرادف ہے پاتے ہین۔ بحر عمان کے اسی کنارے پر "عمنان" یا "عمان" اور
"یاسیب" اور "سوریا" شہود کے درمیان ہین ایک ساحل پاتے ہیں جسکو "پلینی" نے
حام جو بالفعل عام کہلاتا ہے اوس خاکنائی کے مقابل کے اطراف پر جو راس مسندم
مین ختم ہوتی ہے اور خلیج فارس کے دہانے کے اندر شہر اور ضلع "رغماہ" جسکو یونانی
ترجمہ توریت مین "رعمہ" اور بطلیموس نے "رغامہ" لکھا ہے پایا جاتا ہے۔

خلیج کے باہر شہر اور ضلع "ددان" "یا ددانہ" کا پتہ ملتا ہے۔ اور توریت مین خود
چھوٹے بیٹے "رغماہ" کا ذکر ہے اور اسکیطرف منسوب کیا جاتا ہے۔ (فارسٹر صاحب
کا جغرافیائے عرب صفحہ ۳۸)

کتب مقدسہ کی تفسیر لکھنے والے نے بنی کوش کیوجہ سے تمام ملک عرب کو بنام
ارض کوش یا اتھوپیاہ کے نام سے موسوم کیا ہے مسٹر فارسٹر نے کہا ہے کہ "توریت و انجیل
کے تاریخی جغرافیا کے انگریزی ترجمہ مین لفظ اتھوپیا اور باشندگان اتھوپیا اکثر مستعمل
ہوا ہے اور انکی جگہ عبرانی توریت مین اسم معرفہ کوش واقع ہوا ہے۔ اور یہ لفظ
کوش جبکہ بیبل مین اسطرح مستعمل ہوا ہے تو اس سے حبشہ ایشاء اتھوپیا یعنی عرب
مراد لیا گیا ہے نہ کہ افریقی اتھوپیا۔ چند واضح آیات بیبل سے مقابلہ کرنے سے یہ
امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے چنانچہ گنتی باب ۱۰. آیت ۱. مین لکھا ہے کہ "مریام اور
ہارون نے حضرت موسیٰ سے اوس اتھوپین (عبرانی میں کوش ہے) عورت کیوجہ
سے جسکے ساتھ انہوں نے شادی کی تھی گفتگو کی اسلئے کہ انہوں نے ایک اتھوپین
(عبرانی مین کوشی ہے) سے شادی کی تھی۔

اور کتاب خروج باب ۲. آیت ۱۵. اور ۲۱ سے یہ امر محقق ہے (اور حضرت موسیٰ
کے دوسرے نکاح کے فرض کرنے کیواسطے کوئی دلیل نہین ہے) کہ ایک مدیانی
عورت تھی یعنی حضرت ابراہیم کی اولاد مین بنی قطورہ کے سلسلہ مین تھی۔ اور یہ امر
بھی تحقیق ہے کہ مدیان یا مادان عرب مین بحر احمر کے کنارے پر واقع تھا۔ اس
سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی بی بی ایک عرب کی عورت تھی اور اسیوجہ
سے عبرانی لفظ کوشی کا ترجمہ لفظ اتھوپین کے ساتھ ٹھیک نہین ہوا ہے تا وقتیکہ
اس سے ایشائے اتھوپیا یا عرب مراد نہ لیا جاوے۔ کیونکہ افریقی اتھوپیا اس سے
کسیطرح مراد نہین ہے (فارسٹر صاحب کا تاریخی جغرافیا عرب صفحہ ۱۲)

مذکورہ دلیلوں سے کسیطرح سے شک نہین ہوسکتا کہ بیبل مین انگریزی ترجمہ
مین لفظ کوش کا اتھوپیا ترجمہ کیا گیا ہے وہ دو مختلف مقامونپر مستعمل ہوا ہے۔ افریقی
اتھوپیا یعنی عرب کے ایک حصہ پر یا خود ملک عرب پر۔

قوم عاد اولیٰ کوش کی اولاد ہے جسپر حضرت ہود نبی جنکا نام کتاب پیدائش
باب ۱۱ آیت ۱۴ مین عیبر آیا ہے مبعوث ہوئے تھے بالیسوین صدی قبل پیدائش مسیح
سے انکی قوم بالکل فنا ہوگئی۔ انکا مزار شریف وادی السلام نجف اشرف مین آجتک
زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

عاد ثانی یعنی ثمود کی قوم الحجر اور اوس میدان مین جو وادی القرار کہلاتا ہے۔
اور جو ملک شام کی جنوبی اور عرب کی شمالی حد بناتا ہے آباد ہوئی اس قوم پر حضرت
صالح مبعوث ہوگئے تھے جنکا زمانہ [illegible] قبل مسیح گذرا ہے یہ قوم بھی فنا کردیگئی
انکا مزار شریف بھی قریب مزار حضرت ہود وادی السلام نجف اشرف مین واقع ہے۔
۲۲۴۴ قبل مسیح زبانون کے اختلاف کے بعد جو بابل مین مینار کی تعمیر کیوجہ سے واقع
ہوئی تھی نمرود پسر کوش ملک بابل یا اشور کا بادشاہ ہوا تھا جسکے وقتمین حضرت
ابراہیم خلیل نبی تھے یہی ٹھیک مقام کربلائے معلےٰ کہلاتا ہے۔ جو مقتل و مدفن
امام حسین علیہ السلام کا ہے۔

کربلائے معلیٰ

کربلا مملکت بابل میں ہونے کیوجہ سے قدیم الایام سے تاریخی واقعات کی وجہ سے ہمیشہ مرکز توجہ رہا ہے۔ توریت پیدائش سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک بابل کی بنیاد اولاد حضرت نوح نے ڈالی طوفان نوح علیہ السلام کے بعد اور وہیں سے اولاد حضرت نوح اختلاف زبان کیوجہ سے اقطاع عالم میں منتشر ہوئی۔

مملکت بابل ہمیشہ سے جباروں کا ملک تھا نمرود بن کوش بن حام بن نوح یہیں گذرا ہے جسنے سب سے پہلے بادشاہت کی بنیاد ڈالی۔ ارک، اکاد، کلنہ، سنعار یہ ملک تھے تاریخ جبتک موجود ہے سرزمین بابل کو نہیں بھول سکتی۔ اسور، نینوہ، رحبوت عیر، کلح، بڑے بڑے شہر تھے جو بعد میں مملکت بابل میں داخل ہوئے اور نینوہ اور کلح کے مابین سب سے بڑا مشہور شہر رسن آباد ہوا یسعیاہ نبی کے وقت تک بابل مملکتوں کی حشمت اور کسدیوں کی رونق و بزرگی کہلاتا تھا۔ سنحاریب بادشاہ اسور بابل میں نسروک کی پوجا سے چار دانگ عالم میں اسکو شہرت دی جو مقام نینواہ میں مقیم تھا اور اپنے بیٹوں کے ہاتھوں قتل ہوا (یسعیاہ باب ۳۷) بنوکد نصر شام کی تاراجی و بیت المقدس کی غارتگری کی بنا پر مملکت بابل کو انسانیت میں اور بھی شہرت دیدیا۔ جسکی تاراجی کی خبریں یسعیاہ نبی اور یرمیاہ نبی دیتے رہے اور بنی اسرائیل اور یہود بابل کو ڈراتے رہے اس زمانے میں کسدی قوم بابل میں آباد تھے۔ بنوکد نصر کی تاراجی بیت المقدس کے ستر سال بعد حضرت یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کے مطابق مملکت بابل ہمیشہ ہمیشہ کیواسطے برباد ہوگئی اور صحرا ہوگیا (یسعیاہ باب ۱۳)

مملکت بابل کے شہر نینوہ نے تمام مملکتوں میں ترقی اور زرخیزی کی بنا پر شہرت حاصل کر رکھی تھی یونس نبی (یوناہ) کے زمانہ میں اسکا رقبہ تین دن کی راہ تھا اور وہاں کی مردم شماری ایک لاکھ بیس ہزار نفوس سے زائد تھی (یوناہ نبی کی کتاب)

کوفہ اور حلہ اسی قدیم بابل کے مقام پر آباد ہے۔ حلہ کے قریب قدیم بابل کے کھنڈر ابتک موجود ہیں (مراصد الاطلاع) اور عقر بابل قریب کربلائے معلیٰ نواحی کوفہ میں جو

غاضریات۔ کے شمال غربی میں تھا اور اب ویران ہے اور بالکل دریائے فرات کے کنارے پر واقع تھا اسکے مقابل دوسری سمت نواویس کا مقام تھا جو عمومی قبرستان کی حیثیت رکھتا تھا۔

طف۔ کے معنی کنارے نہر کے ہیں بصرہ سے ہیت تک فرات کا کنارہ طف کہا جاتا تھا اور فرات کی وہ شاخ جو رضوانیہ سے نکلکر کربلا کے شمالی شرقی جانب کے ریگستان سے ہوتی ہوئی ہندیہ کے اطراف سے گذرتی ہوئی ذوالکفل کے مغربی شمالی جانب سے گذر کر اوس مقام سے گذرتی تھی جہانپر روضۂ حضرت ابوالفضل العباسؑ ہے اور اصل دریائے فرات میں ملجاتی ہے اسکا نام نہر علقمیہ تھا اس نہر علقمہ کے کنارے کو جسپر کربلا واقع ہے طف کہتے ہیں چونکہ شط فرات کا واقعہ شہادت امام حسینؑ میں بار بار ذکر آتا ہے اور اسی نسبت سے کہ نہر علقمہ نہر فرات کی ایک شاخ تھی اور فرات سمجھی جاتی تھی۔ اور یہ مقام قدیم الایام سے طف اور شط فرات کے نام سے مشہور تھا۔ یرمیاہ باب ۴۶ میں ہے رب الافواج کے لئے اتر کی سرزمین میں دریائے فرات کے کنارے ذبیحہ مقرر ہے۔ بیبل میں جابجا اتر کی زمین کا ذکر آیا ہے جو یروشلم کی سمت مراد لی گئی ہے اور بیشک یروشلم کی اتر کی سمت نہر فرات ہے جہاں اس ذبیحہ کی خبر دی گئی ہے۔ اور یہی ٹھیک کربلا کا محل و مقام ہے جو فرات سے غربی سمت میں واقع ہے فرات کا کنارہ یرمیاہ کے زمانہ میں طف و شط فرات سے موسوم تھا جو آجتک اسی نام سے مشہور ہے۔

کربلا، نینوہ، غاضریہ، حیرہ، شط فرات، یہ سب وہ قطعات زمین ہیں جو نینوہ کے برباد ہونے پر اسی مختلف حصوں پر آباد تھے یونس نبی کی تصریح کی بنا پر نینوہ جسکا صحیح تلفظ نینوہ ہے کا رقبہ تین روز کی راہ بتایا گیا ہے اگر عرب کی معمولی پیادہ رفتار بیس میل قرار دیجائے تو ساٹھ میل کا رقبہ ہوتا ہے لہذا کہنا پڑیگا کہ حلہ قریہ نینوہ ہی کے کھنڈروں پر آباد ہوئے تھے یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حایر جہاں قبر امام حسین علیہ السلام ہے اسکو ملک حیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ وجہ تسمیہ میں حایر کے اس حیرہ کو کوئی مدخلیت ہے جگہ متوکل عباسی کو سنہ ۲۳۶ھ میں نہر کاٹ کر قبر اقدس امام حسین علیہ السلام بہا دینا مقصود

تھا اور پانی اسی مقام پر رک گیا تھا اور آگے نہ بڑھا تھا اس لئے اوس مقام کا نام حائر ہوا۔

حیرہ، وہ مملکت ہے جو عرب العاربہ خاندان قحطان نے ایک بڑی سلطنت قائم کرکے ملک حیرہ آباد کیا تھا۔ اس خاندان کا پہلا بادشاہ مالک بن فہم تھا حیرہ (بکسر حا) وہ شہر تھا جو ساحل بحر احمر پر زمین کوفہ میں آباد تھا قدیم زمانہ میں بحر فارس زمین کوفہ تک وسیع تھا اور اوسی کنارہ پر ملک حیرہ آباد تھا اوس دریا نے بعد میں اپنا رخ پلٹ دیا اب نہ دریا کا پتہ ہے نہ حیرہ کا سنہ میں عمرو بن عدی نے اسکی بنیاد ڈالی تھی بعض مورخین کا خیال ہے کہ اسکی تعمیر بخت نصر کے زمانہ میں ہوئی اسی حیرہ کیطرف نعمان بن امراء القیس ثانی بن عمر ملقب بمحرق بادشاہ حیرہ (ابو الفدا) منسوب ہے جو ملک بنی لخم میں سے ایک بادشاہ تھا حیرہ میں ایک قصر شاہی بنایا گیا تھا جسکا نام خورنق تھا جو ساٹھ سال میں تعمیر ہوا ایسا عظیم الشان قصر کسی بادشاہ کا نہ تھا۔ نعمان بن عدی حمیری بھی اسی حیرہ کا بادشاہ تھا (اخبار الدول)

غرضکہ حیرہ، نینوہ، بابل، کی مملکتیں اپنی شہرت کی بنا پر واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام میں بار بار ذکر کیجاتی ہیں کربلائے معلیٰ ان مشہور مقامات کی ایک سمت میں قطعہ زمین ہے اور اسی مملکت میں واقع ہے جو کبھی مملکت بابل کے نام سے مشہور رہا اور کبھی نینوہ کے نام سے اور کبھی حیرہ کے نام سے۔

روضہ امام حسینؑ جس مقام پر واقع ہے وہ تین طرف سے ٹیلوں نے گھرا ہوا تھا جس میں سے وہ ٹیلہ جو باب زینبیہ کیطرف اپنی بلندی کا اب بھی پتہ دیتا ہے یہ ٹیلہ تل زینبیہ کے نام سے مشہور ہے جہاں جناب زینب اپنے بھائی کی ملاقات کو بار بار آتی تھیں یہ ایک وسیع میدان تھا جہاں امام حسینؑ کو افواج ابن زیاد نے چہار طرف سے گھیر لیا تھا۔

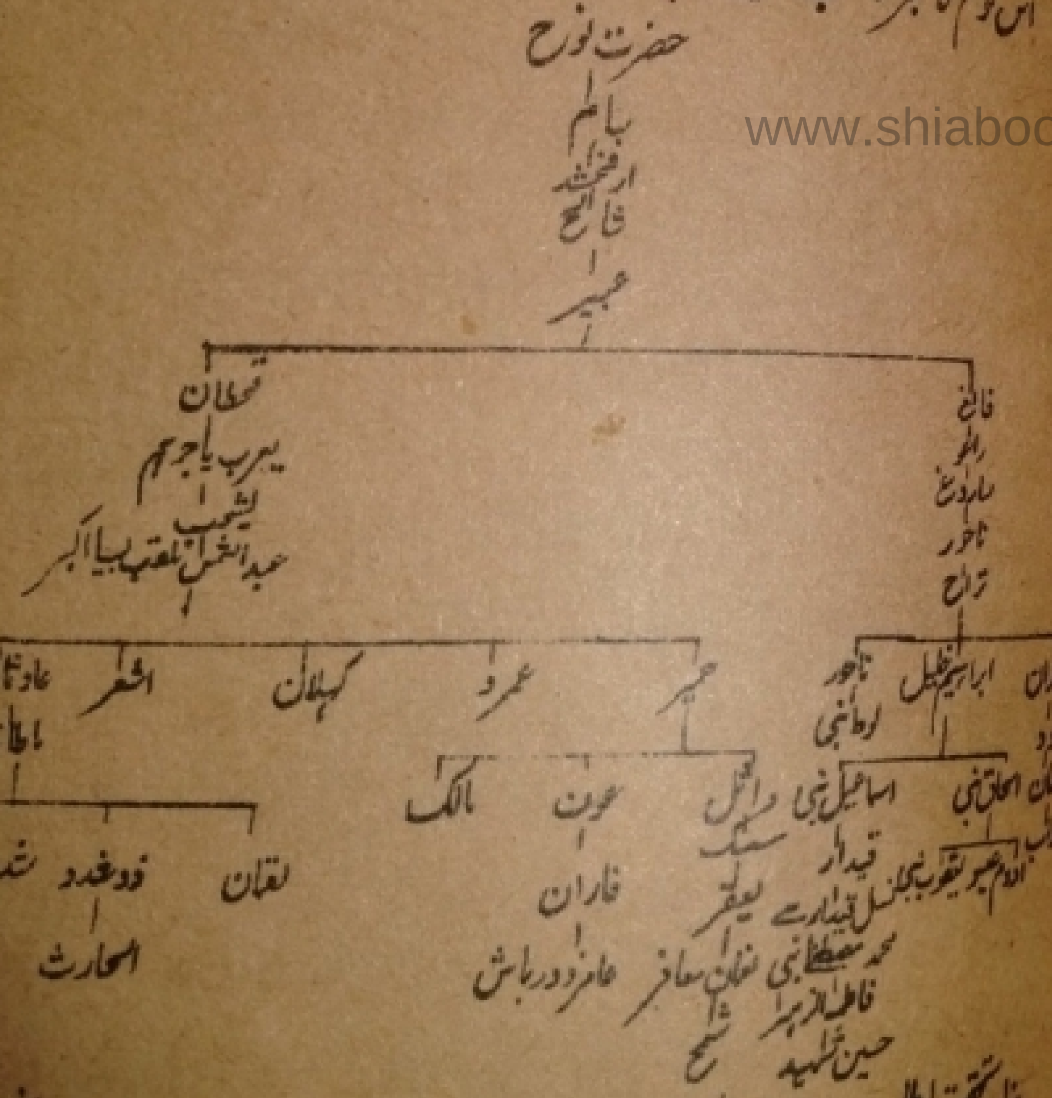
غاضریہ، قبیلہ بنی اسد کی شاخ بنی غاضرہ کیطرف منسوب ہے اور اسی قبیلہ کی جائے سکونت کا نام ہے امام حسین علیہ السلام نے ساٹھ ہزار درم کو زمین کربلا اسی قبیلہ

سے خریدی تھی اور اسی قبیلہ نے تیسرے دن شہادت کے بعد لاشہائے شہداء کو دفن کیا تھا (لہوف ابن طاؤس) اس سے معلوم ہوا کہ وقت شہادت امام حسین زمین کربلا ملک قبیلہ بنی اسد کی تھی۔

غرضکہ مذکورہ کل نام اوس وسیع میدانوں کے ہیں جہاں نینوہ آباد تھا بعد میں مختلف قطعات زمین مختلف ناموں سے مشہور ہو گئے حقیقتاً سب ایک ہی تھے یہی وجہ ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام اس زمین پر وارد ہوئے اور اپنے ساتھیوں نے نام اوس زمین کا پوچھا تو کسی نے نینوہ کہا۔ کسی نے غاضریہ کہا۔ کسی نے کربلا کہا۔

دوسری قوم عرب عاربہ ہے

اس قوم کا شجرہ حسب ذیل ہے



بنا بر تحقیق بطلیموس یقطان کا نام عرب میں موجود ہے جو عربوں کے قحطان اصل

کے قحطان کے بالکل مشابہ ہے اور ایک ہی شخص کے تینوں نام ہین (جغرافیا روز...)
سٹربرق ہرومط) اونکی اولاد کی آبادی کا مقام توریت کی بنا پر میشا۔ سے لیکر ...
تک جو شرق مین ایک پہاڑی ہے چلا جاتا ہے۔

سٹربرق ہرومط کے نزدیک میشا اور موزہ، یقطانی قوم سبا کا خلیج عرب کے دہانہ پر ایک بندرگاہ ایک ہی مقام ہے اور سفارہ سے جبل یعنی پہاڑی حصہ مین کا جہانکے بقول بطلیموس ... اور قوم "دسفاریہ" آبادتہی مراد ہے اس قطعہ زمین کی وسعت قریب ڈیڑہ سو میل کی تھی ... کے تیرہ بیٹے تھے۔ الموداد سلف حضرماوت، ارح جسکا نام جرہم اور یعرب بھی ہے ہدورام، اوزال عوبال، ابیمائیل، سبا، اوفیر، حویلا اور یوباب یہ سب کے سب مع اپنے خاندانوں کے یمن سے ... تک حضرموت، صنعا، اور حجاز کے گرد و نواح مین آباد ہوئے اور عرب مین دیکھو تفصیل کتاب بطلیموس
جغرافیہ ... فارسٹر، پوکاک (ابو الفدا، توریت)

بنا بر تصریح اسٹیبو، اور جارج سیل۔ اور جمہور مورخین نے یترح کی اولاد مین یعرب جرہم کو قرار دیا ہے اور یہ لوگ وہ تھے جنکی خاندانی تاریخی واقعات سے عرب کی سرزمین بنی ... ہے جو ترقی ان خاندانوں نے حاصل کی وہ تاریخ عرب مین فراموش نہین ہوسکتین اور تعلق ہماری کتاب کے سیرت سے بھی ہے اسلئے ناگزیر ہے کہ ہم مختصر بحث کرین جرہم یا یعرب متعدد اشخاص تھے یا ایک ہی شخص کے نام ہین (ابو الفدا کے اس موضوع پر دو متضاد قول ہین ایک مقام پر تو وہ جرہم اور یعرب دونوں کے دو شخص بتاتا ہے، اور دوسرے مقام پر جہاں مختلف شعبوں کا ذکر کرتا ہے تو تنہا جرہم کو مورث اعلیٰ تمام اقوام کا بتاتا ہے۔ لیکن اوس موضوع مین رو... صاحب کی محققانہ تحقیق فیصلہ کن ہے وہ جرہم و یعرب کو ایک ہی شخص بتاتے ہین وہ لکھتے ہین کہ مسٹر جیوں نے اس نام کو جرح لکھا ہے اور سینٹ جروم نے "جبر" اور حال کے عربون نے "جرح، اور مرح، اور زہران" لکھا ہے اور جو شہادت کہ خود عرب نے جرہم کو جرہہ پسر یقطان کیساتھ مطابقت کرنے مین زمانہ دراز سے دیتے آئے ہین اوسکی تصدیق و تصحیح کتاب بطلیموس مین غیر متبدل توریتی نام کے واقع ہونے سے ہوگئی ہے اور یہ ایک ایسی مثال ہے جسکا ہمکو بارہا حوالہ دینا پڑا ہے یعنی

بطلیموس کے اس جملہ کا "انیولا جرا چیوری" جسکا ترجمہ ہے "جزیرہ یعنی جرہ" جو اس حجاز کے کنارے کے دور ایک جزیرہ ہے۔

اس بیان سے واضح ہوا کہ "یعرب، یا جرہ، یا جرہم، ایک ہی شخص کا نام ہے۔

قحطان سب سے پہلے عرب کا بادشاہ ہے جسنے ملک یمن آباد کیا اور پایہ تخت اپنا بنایا اسکے مرنے کے بعد جرہم یا یعرب بادشاہ ہوا جسکی مملکت یمن اور حجاز مین اسکے بعد یشجب بادشاہ ہوا اوسکے بعد عبد الشمس جو سلطنت سبا کا بانی ہوا اور شہر "مارب" بنایا اسکے بعد اوسکا بیٹا حمیر بادشاہ ہوا اسکے بعد وائل بادشاہ ہوا۔ اور عوف نے حجاز و نجد کے مابین کیمپ پر آباد کیا اوسکے بعد سسک بادشاہ ہوا اسکے بعد یعفر اوسکا جانشین ہوا۔ فاران بن عوف اپنے باپ کے پڑوس مین وادی غیر ذی زرع مین جہان مکہ معظمہ ہے آباد ہوا (ابو الفدا)

مکہ معظمہ اور فاران

فاران کا اطلاق صرف اوس وسیع شمالی بیابان ہی پر نہین ہوتا ہے جو قادیش تک چلا گیا ہے بلکہ ان پہاڑوں ہی کے نام کیوجہ سے اوس وسیع میدان کو فاران کہتے ہین۔ تمام مشرقی مورخ اور نیز وہ لوگ جو قدیم روایتوں کے معتقد ہین اور توریت صاف صاف بتاتے ہین کہ اوسی قطعہ زمین کا نام فاران تھا۔

ابو الفدا کا بیان ہے کہ فاران عوف کا بیٹا تھا اور اسکا لاطینی ترجمہ ۱۸۳۱ء کا مطبوعہ جسکا نام "ابو الفدا ہسٹوریا انٹی اسلام کا رابس" جسکا ترجمہ "ہنریکیس آر تو بیس فلیچر" تھا لفظ فاران کو اصل کتاب کے صفحہ ۱۱۴ مین "ماران" بے نقطہ کے لکھا ہے کچھ بھی ... لیکن بجز فاران اور کچھ ہو ہی نہین سکتا اسلئے کہ لاطینی ترجمہ مین اسکو "بارانی" لکھا ہے جو کہ یہودی "پاران" کہتے ہین اور عرب "پ" کو "ب" سے بدل دیتے ہین لہذا اصل ابو الفدا متن پاران ہی تھا اور نقطہ زبر مین غلطی سے رہ گیا ہے جس مقام پر عوف نے قیام کیا تھا وہ مقام اور پہاڑ عوف ہی کے نام سے شہرت پذیر ہوگیا یعفر بن سسک پر اوسکے چچا زاد نعمان بن یعفر نے لڑکر اوسکو نکال دیا ... حملہ کیا اور غالب آیا لیکن

اور ملک واپس لیا عامر پھر حجاز واپس گیا تطبیق زمانہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یعفر بن فاران اور حضرت ابراہیم کی تاریخ ولادت قریب قریب ہے یعنی سنہ ۱۶۹۶ قبل مسیح۔ اوس پچھلے زمانے کے پینتالیس سال بعد حضرت ابراہیم مقام اور، جو قوم کالڈی سے متعلق تھا حاران کو جو عراق وعرب مین واقع ہے بلانے گئے تھے اور جیسا کہ حدیث مین ہے کربلا کی سمت سے گذر ہوا اور خدا سے واقعہ کربلا کو سنکر آپ مغموم و آبدیدہ ہوئے (منتخب شیخ طریحی) یہ زمانہ سنہ ۱۹۲۱ قبل مسیح کا تطبیق واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔

نعمان کے بعد اوسکا بیٹا شمخ بادشاہ ہوا جسپر شداد نے حملہ کیا اور شمخ کو جلاوطن کر کے اسکا ملک یمن چھین لیا غالبًا یہ واقعہ سنہ ۱۹۱۲ قبل مسیح کا ہے۔

اسکے بعد حضرموت کے خاندان کا اسحارث الرایش نے ایک عرصہ دراز کے بعد یمن پر قبضہ کیا یہ اسحارث الرایش قیس بن صیفی بن سبا اصغر کا جو حمیر کی اولاد سے ہے بیٹا تھا اور تقریبًا سات پشت کے بعد اسکو موقع ملا کہ یمن وحضرموت کی سلطنتوں کو باہم ملا دیئے اسیوجہ سے اسکا نام تبع اول ہوا۔

یہی مکہ معظمہ جسکو توریت نے فاران کہا ہے رسول زادے حسینؑ شہید کی شہادت کے سفر کی منزلوں مین سے ایک اہم منزل تھی اور اسی وادی غیر ذی زرع مین مدینہ منورہ مولد اور وطن امام حسین کا تھا۔ اور بنا بر اس مختصر تاریخ عرب عاربہ حسینؑ علیہ السلام سردار قوم عرب عاربہ اور وارث مکہ و مدینہ و فاران تھا۔

تیسری قوم عرب مستعربہ

یعنے پردیسی عرب یہ سبکے سب ایک نسل سے ترح بن ناحور کی ہین اور پانچ شاخون منقسم ہین (دیکھو شجرہ نسب عرب عاربہ)

ایک بنی اسماعیل (پیدایش باب ۱۰ و ۱۶)

دوسرے بنی قطورہ یعنے جناب خلیل اللہ کی اولاد قطورہ کے سلسلہ سے (پیدایش باب ۱۱ و ۲۵)

تیسرے ادومی یعنی بنی عیسو (پیدایش باب ۱۲ و ۲۵)

چوتھے ناحوری یعنی اولاد برادر حضرت ابراہیم (پیدایش باب ۱۱)

پانچوین حارانی یعنی اولاد مواب وعمان (پیدایش باب ۱۱ و ۱۹)

ہماری بحث کا تعلق اولاد جناب اسماعیل سے ہے لہذا ہم اسکو بیان کرینگے۔

فاران کی مفصل بحث

جناب ہاجرہ اور سارہ ازواج حضرت ابراہیم مین نا اتفاقی کیوجہ سے حضرت ابراہیم نے ہاجرہ اور انکے فرزند کو ملک شام سے جدا کیا اور جناب اسمٰعیل بڑے ہوئے اور بیابان مین سکونت پذیر ہوئے (پیدایش باب ۲۱۔ آیت ۲۰) اور اسمٰعیل نے بیابان مین سکونت اختیار کی (پیدایش باب ۲۱۔ آیت ۲۱) تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ اولاد حضرت اسمٰعیل عرب سے باہر نہین گئی لہذا توریت کے بیان کے مطابق اور ملکی روایات کی بنا پر وہ فاران عرب ہی کا فاران ہے جہاں مکہ معظمہ ہے اگرچہ مشرقی جغرافیہ نویسون نے فاران تین مقامونکا نام بتایا ہے اول وہ بیابان اور پہاڑ جہان مکہ معظمہ ہے دوسرے وہ پہاڑ اور گاؤن جو مشرقی حصہ مصر کا ہے۔ تیسرے ایک قسم ضلع سمرقند کے نواح مین ہے (مراصد الاطلاع، معجم البلدان، یاقوت حموی، نزہت المشتاق شریف ادریسی)

عربی ترجمہ سامری توریت مین جسکو آرکولی اٹن نے سنہ ۱۸۵۱ء مین بمقام "لگڈنی بٹاورم" چھاپا تھا اسکے الفاظ یہ ہین: "وسکن فی بریۃ فران (الحجاز) واخذت لہ امہ امرأۃ من ارض مصر" حجاز کو بریکٹ مین لکھنے سے صاف واضح ہے کہ فاران اور حجاز ایک ہی مقام ہے۔

لیکن اکثر مورخین مسیحی فاران کو حجاز مین نہین بتاتے محض اس غرض سے کہ نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے متعلق توریت کی صاف وصریح بشارتوں سے انکار ہو سکے مورخین مسیحی مثل ریورنڈ فارسٹر کتوز سائیکلوپیڈیا آف بائیبل، بیلیز بائیبل ڈکشنری دغیرہ وغیرہ کے تمام بیانات کی رد مین تو بہت طوالت ہے مختصر ہم اپنی تائید مین چند توریت کے حوالجات پر اکتفا کرتے ہین جسسے صاف واضح ہو جاویگا کہ فاران

وہی مقام ہے جو حجاز مین ہے اور یہین حضرت اسماعیل آباد ہوئے۔ فاران پسر عوف
کی اولاد بنی فاران کے نام سے مشہور تھی حضرت موسیٰ کے زمانہ کے بعد کسی وقت مین بز
والون اور قرب و جوار کے جھگڑون کیوجہ سے شمالی و شرقی سمت چلے گئے ہون اور
سینا کی مغربی جانب شرقی مصر مین قیام کیا ہو جہان پر اوسے نام سے قوم فاران کا کوئی قبیلہ
آباد ہو گیا ہو جسکا ذکر روبر صاحب، اور مشرقی مورخون نے کیا ہے مگر حضرت موسیٰ کے وقت
مین اسکا کہین وجود نہ تھا اور کوئی شک نہین ہے کہ یہ فاران سینا کا اپنے ہمنام بیابان
یا پہاڑ سے جسکا ذکر توریت مین ہے بالکل علٰحدہ ہے اسلئے کہ وہ تمام سفر جو حضرت موسیٰ
نے مصر سے سینا تک کیا اوس سفر مین فاران کا کوئی ذکر نہین ہے۔ سینا سے بنی اسرائیل
کا سفر شمال شرقی سمت مین تھا اوس سفر کے متعلق گنتی باب ۱۰۔ آیت ۱۲ مین لکھا ہے
بنی اسرائیل نے بیابان سینی سے کوچ کیا اور ابر فاران کے درمیان ٹھیرا (۱) حضرت موسیٰ
نے اوس سفر مین پہلی منزل اسی مقام پر کی جسکا نام تبعیرہ تھا (گنتی باب ۱۱۔ آیت ۳) پھر
وہان سے حصیروت کو کوچ کیا (گنتی باب ۱۲۔ آیت ۳۴ و ۳۵) اور یہان سے بیابان فاران
مین داخل ہوئے (گنتی باب ۱۰۔ آیت ۱۶) یہ فاران وہی جگہ ہے جہاں ابر کا ٹھہرنا بیان کیا
گیا ہے لہذا حضرت موسیٰ کا کوچ خواہ شمالی اور مشرقی سمت مین تھا یعنی قادیش کی
طرف (گنتی باب ۱۳۔ آیت ۲۶) اور اس بنا پر کہنا پڑیگا کہ وہ فاران جسکا ذکر حضرت موسیٰ
نے کیا ہے وہ سینا کے مغرب کیطرف نہین قرار پاتا بس بہ آسانی ماننا پڑیگا وہ فاران جسکو روبر
صاحب نے بیان کیا ہے وہ حضرت موسیٰ کے زمانہ مین موجود ہی نہ تھا۔ درحقیقت فاران وہ
ہے جسکی شمالی سرحد قادیش اور مغربی حد صحرائے وسن، اور خلیج عرب واقع ہے۔

جبکہ حضرت موسیٰ سینا سے روانہ ہوئے تو ابر قادیش کے نزدیک فاران مین
ٹھیرا (گنتی باب ۱۰۔ آیت ۱۲) حضرت موسیٰ بجز تبروس، ہتاواہ، اور حصیرو دشت ہو کر فاران
آئے جو قادیش کے نواح مین ہے اس جگہ سے انہون نے ایلچی روانہ کئے جو واپسی کے وقت
اول قادیش پہونچے اسکے بعد فاران مین یہ ایک صاف و سادہ بیان ہے جس سے
حضرت موسیٰ کے فاران کے سفر کا معمہ حل ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاران

اور سینا بیشک دو بیابان تھے اور ایک ہی مقام کا نام تھا اور ان دونون جگہون کے
خلط ملط سے عیسائی مورخ ہرگز فائدہ نہین اٹھا سکتے توریت کو جھٹلاتا ہے دیکھو ذیل کے
شہادات کو۔

(۱) بنی اسرائیل دشت سینا سے اپنے اپنے سفرون مین چلے اور بدلی دشت فاران مین
جا ٹھہری (گنتی باب ۱۰۔ آیت ۱۲) دشت سینا اور دشت فاران صاف دو مقام
اور مغایر بیابان ہے۔

(۲) موسیٰ نبی نے خدا کے ارشاد کے مطابق دشت فاران سے کنعان کی سرزمین
پر جاسوس بھیجے (گنتی باب ۱۳) صاف واضح ہے کہ سرزمین کنعان اور دشت
فاران علٰحدہ علٰحدہ دو مقام ہین۔

(۳) خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے اونپر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ
گر ہوا (استثنا باب ۳۳۔ آیت ۲)

(۴) خدا تیما سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا سلاہ۔ اوسکی شوکت سے
آسمان چھپ گیا اور زمین اوسکی حمد سے معمور ہوئی (حبقوق باب ۳۔ آیت ۳)

(۵) اور مدیان سے نکلے اور فاران مین آئے اور فاران سے لوگ ساتھ لیکر مصر
مین شاہ فرعون کے پاس گئے (ملوک کی پہلی باب ۱۱۔ آیت ۱۸)

وہ لوگ جو فاران کو سینا سے متحد کئے دیتے ہین ذرا توریت کے بیانات کی تعمیم
جغرافیا سے تطبیق کرین تو انکو معلوم ہو کہ فاران کو سینا سے کوئی لگاؤ نہ تھا قادیش
اور فاران بھی دو علٰحدہ علٰحدہ مقام تھے جنکو مسیحی مورخون نے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم
کے بشارات کے مٹانے کے لئے توریت کی جغرافی اور تاریخی حالت کو بھی برباد
کر دیا اور قادیش و فاران کو بھی ایک کر دیا حالانکہ موسیٰ نبی کے حال مین ہے اور
حوریون کو انکے کوہ سعیر مین ایل فاران تک بیابان کے کنارے پر ہے مارا اور
وے پھر کے عین مصفات یعنی قادس مین آئے (پیدایش باب ۱۴۔ آیت ۶، ۷) مذکورہ صریح
شہادتوں کے بعد فاران کا مقام بلاشک معین ہو جاتا ہے جو مکہ معظمہ اور ارض حجاز ہے۔

آبادی اولاد حضرت اسماعیل

مزید تصدیق کیلئے یہ امر بھی کافی ہے کہ اولاد جناب اسماعیل بلا اختلاف ارض حجاز مین آباد ہوئی۔

حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ بنایوث، قیدار، ادبیل، مبسام، مشماع، دوماہ، مسا، حدد، تیما، یطور، ناقیش، قیدماہ۔ (گنتی پہلی۔ باب ۱۔ آیت ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱)

ہم تاریخ عرب لکھنے نہین بیٹھے ہین مگر اس بات پر مجبور ہین کہ چند اولاد اسماعیل کے متعلق بتاوین کہ وہ کہان کہان آباد ہوے تاکہ فاران کا ٹھیک پتہ معلوم ہونے مین مزید اطمینان ہو اور آئندہ کے مباحث مین سہولت ہو۔

بنایوث۔ شمالی مغرب کے حصہ مین عرب کے آباد ہوے نقشہ مرتبہ روورنڈ کا مسٹر ڈبلیو جی ایم اے۔ مین اس قوم کا آباد کردہ مقام مابین ۲۸ و ۳۰ درجہ عرض البلد شمالی اور ۳۶ و ۳۸ درجہ طول البلد شرقی مین واقع ہے۔ روورنڈ فارسٹر صاحب کہتے ہین کہ یہ قوم عرب کے دہانے سے لیکر مشرق کیجانب اور وادی القرے کے اندر تک اور جنوب کیطرف منتہائے خلیج عیلام اور حدود حجاز تک پہیلی تہی (دو استرابو) اس سے بہی زاید حدود کو وسعت دیتا ہے وہ دو مقامون کا ذکر کرتا ہے جو خلیج عرب پر واقع ہین اور انکی مملکت کی وسعت جنوبی اور غربی سمت مین مدینہ کی عرض بلد پر منتہی ہوتی ہے اور یہ دو شہر بندرگاہ حور یعنی بندرگاہ سفید جو ینبوع کے شمال مین ہے اور خود بندرگاہ ینبوع ہے۔ روورنڈ فارسٹر کہتے ہین کہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قوم صرف پتھریلی بیابان عرب ہی مین بلکہ صوبجات حجاز و نجد تک پہیلی ہوی تہی۔

قیدار، بنی نبت کی جنوب کیطرف گیا اور حجاز مین آباد ہوا۔ زبور اور کتاب اشعیاہ، یرمیاہ، حزقیل وغیرہ مین اسی قوم کی عظمت و شوکت کی بیشمار شہادتین ہین اور انہین کی نسل طیب سے حضرت خاتم النبین پیدا ہوے۔ روورنڈ فارسٹر نے لکہا ہے کہ اشعیا نبی کے کلام سے (قیدار کی ساری بہیڑین تیرے پاس جمع ہونگی یشعیاہ باب ۶۰ آیت ۷) یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قیدار کی آبادی اس آخر حصہ ملک (بنایوث) مین تلاش کرنی

چاہے اور اسکی تصدیق اسی نبی کے دوسرے کلام سے کرنی چاہے یعنی ارض قیدار کے بیان سے جسکو ہر شخص جو جغرافیہ عرب سے واقف ہو پہچان لیگا کہ اوس قطعہ حجاز کا نہایت صحیح بیان ہے جسمین مشہور شہر مکہ اور مدینہ واقع ہین۔ جس شخص کو زیادہ ثبوت اس شہادت کا درکار ہو تو اسکو حجاز کا جدید جغرافیہ معاینہ کرنا چاہے جہان ینبوع کے قریب شہر الحضیر اور نبت جو اسماے معرفہ قیدار اور بنایوث کی باقاعدہ عربی شکلین ہین اور جو آجتک چلی آتی ہین یہانتک تو ہمکو قیدار کے آثار جغرافیہ قدیم کی استعانت سے دریافت ہوئے ہین۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ یونانی اور رومی ان عربی روایتون سے کتنا اتفاق رکھتے ہین۔ کیونکہ محققین یورپ کی رائے مین عربی روایتون کی غیر موید شہادتین کیسی ہی قابل اعتراض اور مشکوک کیون نہ ہون مگر منصفانہ بحث کے مسلمہ قواعد کے رو سے انکا قطعی اتفاق تواریخ دینی اور دنیوی سے انکار کرنا صریح غیر ممکن ہے۔ خود عربون کے یہان زمانہ نامعلوم سے یہ روایت چلی آتی ہے کہ قیدار اور انکی اولاد ابتدا حجاز مین آباد ہوئی تہی اور انکی اولاد مین ہونے کا بالتخصیص قوم قریش جو مکہ کے والی اور کعبہ کے محافظ تھے ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے اور خود محمد مصطفے صلعم نے قرآن مین اپنی قوم کی ریاست اور اعزازی دعوون کی اسی بناپر تائید کی ہے کہ اسمٰعیل کی اولاد مین قیدار کے سلسلہ سے تھے۔ ایسی قومی روایت کا اعتبار جیسے کہ یہ ہے تاریخی روایت کے پایہ کو پہنچ جاتی ہے جبکہ اوسکی تائید ایک طرف کتب مقدسہ کے اون بیانات سے ہوتی ہے جنسے قیدار کا اسی حصہ جزیرہ نما مین ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری جانب ارینس، بطلیوس، پلینی اکبر، کے زمانون مین ملک حجاز مین قوم کیدری (درانی، کدرون تائی، یاگدتی) کی موجودگی غیر مشتبہ اور ناقابل اشتباہ امر ہے اوسکی تصدیق ہوتی ہے (جغرافیا تاریخی جلد اول صفحہ ۲۴۸)

اشعیا نبی کے بیان اور نیز قومی اور ملکی روایات سے ثابت ہوگیا کہ قیدار کا مسکن حجاز ہے جسمین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ بہی شامل ہے اور زیادہ اسکا ثبوت حال کی جغرافیا

مین شہر الحذر اور نبت سے پایا جاتا ہے جو در اصل القیدار اور بنایاث ہین اور اہل عرب
کی یہ روایت کہ قیدار اور انکی اولاد حجاز مین آباد ہوئی اوسکی تائید اس بات سے ہوتی
ہے کہ عہد عتیق مین قیدار کا مسکن عرب کے اسی حصہ مین یعنی حجاز مین بیان ہوا ہے۔ دوسرے
یہ کہ یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ یوریس، بطلیموس، پلینی اعظم کے زمانوں مین یہ قومین حجاز کی باشندہ
تھین گدری یعنی قیداری، ادری یعنی مخفف قیدری اور گدرائی یعنی قیداری، گدرتی یعنی
قیدری چنانچہ اسکا ذکر ہسٹری جغرافیہ جلد اول ۲۴۸ مین مندرج ہے جس سے بخوبی واضح
ہوا کہ قیدار حجاز مین آباد تھے اور ندکا زری پی کاری نے اپنے نقشہ مین قیدار کی آبادی
کا نشان ۲۶ و ۲۷ درجہ عرض شمالی اور ۲۷ و ۲۸ درجہ طول شرقی کے درمیان لگایا ہے
اس کل بیان سے فاران کا مقام بالکل معین ہو جاتا ہے اس لئے حضرت اسمٰعیل اور انکی
نسلین یہیں آباد ہوئین تھین اور سینا کا فاران عیسائیون کی من گھڑت رہ گیا۔

تعمیر خانہ کعبہ

خانہ کعبہ کی تعمیر مکہ معظمہ اور حجاز مین بلا شبہ فرید ثبوت ہے اس امر کا کہ حضرت
اسماعیل حجاز مین رہے اور حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل نے ملکر اوسکی
تعمیر کی قرآن مجید مین مذکور ہے "واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمٰعیل
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (جب حضرت اسماعیل و حضرت ابراہیم نے
اس گھر کی بنیاد ڈالی تو انہون نے دعا کی اے پروردگار اس گھر کی تعمیر کو ہمسے قبول فرما بیشک
تو اس دعا کو سنتا ہے اور دلی نیت کو جانتا ہے۔

اس قرآنی شہادت کے علاوہ ملک کے نہایت قدیم روایات جسکو عرب کے تمام قومین
بغیر کسی شبہ و اختلاف کے پشت در پشت مانتے چلے آئے ہین اوس سے ثابت ہے کہ کعبہ کو
حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل ہی نے بنایا تھا جسکی تصدیق مورخ گبن نے بھی کی ہے
وہ کہتے ہین کہ کعبہ کی صحیح قدامت سنہ عیسوی سے پہلے سے ہے ساحل بحر احمر کے ذکر
مین ڈیوڈورس مورخ یونانی نے تھیوت اور سبین کے بیابان مین ایک مشہور معبد (کعبہ)
کا ذکر کیا ہے جسکے نرالے درجے کے تقدس کی تمام اہل عرب تعظیم کرتے تھے۔

اصل مقصد جب یہ ثابت ہو گیا کہ مکہ معظمہ فاران کے پہاڑ یا بیابان ہین اور حضرت

اسمٰعیل کی نسل سے آباد ہوئے خصوص قیدار جنکی اولاد سے نبی آخر الزمان ہین اور خانہ کعبہ
کی تعمیر حضرت ابراہیم و اسماعیل نے کی تھی تو اب ہم ٹھیک ٹھیک اوس بشارت کو جو
حضرت موسیٰ اور حضرت حبقوق نبی نے نبی آخر الزمان کیلئے کی ہے بخوبی ثابت کر سکتے ہین۔

(۱) حضرت موسیٰ کی بشارت یہ ہے اور کہا خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے
پہاڑ سے ظاہر ہوا اور اوس کے ہاتھ مین شریعت روشن ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا
(توریت استثنا باب ۳۳۔ آیت ۲)

(۲) خدا تیمان سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا سلاہ اوسکی شوکت سے
آسمان چھپ گیا ستایش سے زمین بھر گئی (حبقوق باب ۳۔ آیت ۳)

اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ آنے والا فاران سے شریعت لیکر بجز محمد مصطفےٰ صلعم کوئی اور
ہو سکتا ہے تیمان بن اسماعیل کی عزت اور فاران کا قدوس وہ کون ہے کس نبی کو نسل
تیمان سے ہونے سے تعلق ہے بجز نبی آخر الزمان۔

اکتوبر سنہ ۱۸۶۹ء کے کوارٹرلی ریویو مین اسلام پر ایک نہایت مستند عالم یہودی کا
آرٹیکل چھپا تھا اوسکی صفحہ ۲۹۹ مین درج ہے کہ اسکیفر نے اون خاص آیتوں کی جن مین
سینا اور سعیر اور فاران کی بشارت ہے اسطرح پر تشریح کی ہے کہ خدا سینا سے نکلا
یعنی عبرانی مین شریعت دی یعنی توریت اور "سعیر سے چمکا" یعنی یونانی زبان مین شریعت
دی (جس سے مراد انجیل ہے اور مسلمان کل عیسائیون کو رومی کہتے ہین) اور فاران کے
پہاڑ سے ظاہر ہوا اور اس کے ہاتھ مین شریعت روشن تھی یعنی عربی زبان مین شریعت
دی گئی (جس سے قرآن مجید مراد ہے) قرآن نے جا بجا اپنی اس صفت کو دہرایا ہے
کہ وہ کتاب عربی روشن و ظاہر ہے (کتاب عربی مبین)

یہ بنی قیدار کا سردار اولاد حضرت اسماعیل کا سرتاج فاران کا قدوس روشن شریعت
کا حامل آسمانوں کا جان "لولاک لما خلقت الافلاک" کا مصداق اپنی ستایش سے
زمین کو بھر دینے والا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ (روحی له الفداء) ہے انہین کا فرزند مکہ کا شاہزادہ
نسل اسماعیل کا سلالہ علیؑ و فاطمہؑ کا لاڈلا خانہ کعبہ کا واحد متولی و وارث حسینؑ علیہ السلام تھا

جو اس کتاب کا ہیرو ہے جسکی شہادت پر نبیون نے ماتم کیا اور قیامت تک جسپر قومیں ماتم کرینگی۔

عرب کا شاہزادہ حسین علیہ السلام

حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل بسبب بانی خانہ کعبہ ہونے کے مالک تھے ان کے بعد انہین کی نسل مین تولیت کعبہ منحصر رہی مدت کے لئے دوسرے بھی قابض رہے لیکن جناب قصی سے تولیت مستقل بنی ہاشم مین رہی اور جناب عبدالمطلب سے حضرت ابوطالب کو تولیت ملی اسلئے ریاست و سرداری عرب کی حضرت ابوطالب کے ہاتھ مین تھی اور اون کے بعد اون کے وارث و جانشین حضرت علی رہتے تھے اگر حضرت رسولخدا نبی نہ ہوتے اور امیر المومنین اون جناب کی اطاعت نہ کرتے تو عرب کا بادشاہ حضرت علی کے سوا دوسرا نہ تھا جیسا کہ جناب خلیفہ ثانی عمر تولیت خانہ کعبہ سے معزولی کی برابر دھمکی دیا کرتے تھے۔ حضرت علی کا وارث اور خود رسول کا وارث بجز اون کے فرزند حسینؑ کے اور کون تھا متولی کعبہ اور سلطان عرب صرف امام حسینؑ ہی تھے۔

حسینی شان

یون تو تاریخ عالم مین کرورون افراد بے دردی سے قتل ہوئے لیکن حسین کی شہادت کو تمام مقتولون مین شان کی حیثیت سے جو تفوق حاصل تھا وہ ہمارے بیان سے قدیم تاریخی واقعات کی روشنی مین ثابت ہوگیا۔

(۱) نسل اسماعیل کے تمام خصوصیات و مناصب کا وہ مالک تہا۔

(۲) کوہ فاران کے قدوس کا فرزند تہا۔

(۳) خانہ کعبہ کا متولی تھا۔

(۴) آخری روشن شریعت کا حافظ و نگہبان و وارث تھا۔

(۵) دعوت ابراہیم خلیل کا رکن اعظم تھا۔ دیکھو توریت مین خدائی وعدے کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پورا ہو کر رہا۔

"اور اسماعیل کے حق مین مینے تیری سنی دیکھ مین اسے برکت دونگا اور اوسے برومند کرونگا اور اوسے بہت بڑھاؤنگا اور اوس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور مین اوسے

بڑی قوم بناؤنگا (پیدایش باب ۱۷۔ آیت ۲۰) اور خدا کے فرشتے نے ہاجرہ کو پکارا اور اوس نے کہا کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا مت ڈر کہ اوس لڑکے کی آواز جہان وہ پڑا ہے سنی اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اوسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ مین اوسے بڑی قوم بناؤنگا (پیدایش باب ۲۱۔ آیت ۱۸)

آیت مذکورہ مین خدا کا جناب ابراہیم سے وعدہ اور خدا کے فرشتے کا حضرت ہاجرہ سے براہ راست باتین کرنا اور بارہ سردارون کو اوسکی نسل سے پیدا ہونیکی بشارت اور بڑی قوم بنانے کی بشارت اور حضرت اسماعیل کو برکت دینے کی بشارت یہ سب واضح اور بین دلیل ہے کہ نسل جناب اسماعیل سے بارہ روحانی پیشوا پیدا ہونگے۔

کیا اوس سے حضرت اسماعیل کے بارہ فرزند مراد ہین؟ ہرگز نہین اسلئے کہ برکت کا استعمال جسطرح حضرت اسحاق سے ہوا ہے "تیرے باپ ابراہیم کا خدا ہون تو ڈر مت تیرے ساتھ ہون تجھکو برکت دونگا (پیدایش باب ۲۶۔ آیت ۲۴) اوسی طرح سے اونہین لفظون مین حضرت اسماعیل سے بھی وعدہ ہے تمام عیسائیونکا اتفاق ہے کہ حضرت اسحاق سے برکت کا وعدہ روحانی برکت یعنی نبوت سے ہے لہذا اوسیطرح سے حضرت اسماعیل سے بھی روحانی برکت اور نبوت کا وعدہ ہے یہ بارہ سردار اوسیطرح نبی ہونگے اور روحانی سردار ہونگے جیسے حضرت اسحاق روحانی سردار و نبی تھے حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹون مین ایک بھی نبی نہ تہا لہذا اونکے بارہ بیٹے اس لئے مراد نہین ہو سکتے بلکہ وہ بارہ سردار نسل جناب اسماعیل سے بارہ امام حضرت خاتم النبیین کے وصی و جانشین تھے اگر ایسا نہین ہے تو کوئی بتادے نسل جناب اسماعیل مین وہ بارہ سردار کون گذرے تھے۔

دیکھو انجیل مین بھی یہ اصطلاح سرداری موجود ہے جس سے مراد حضرت عیسیٰ کو لیا ہے "اے بیت لحم یہوداہ کے علاقہ تو یہوداہ کے حاکموں مین ہرگز سب سے چھوٹا نہین کیونکہ تجھ سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی

(ریگزاستی باب ۲۔ آیت ۶) پھر کوئی وجہ نہین کہ ہم بھی بارہ سردارون سے مراد بارہ امام نسل جناب اسماعیل سے نہ لین اور اوس کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے: انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین "خدا نے حضرت ابراہیم سے فرمایا کہ مین تمکو لوگون کا امام بناؤنگا ابراہیم نے عرض کی اور میری ذریت کو بھی امام بنا ارشاد ہوا کہ میرے عہد امامت کو ظالم نہ پاوے گا۔

جناب رسولخدا نے فرمایا تھا کہ حضرت ابراہیم میرے اور علیؑ کے حق مین مستجاب ہوئی ہم مین سے کسی نے کبھی بت کو سجدہ نہین کیا خدا نے مجھکو نبی بنایا اور علیؑ کو وصی مقرر فرمایا (مناقب ابن مغازلی، تفسیر واحدی)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ بشارت کا تعلق بارہ اماموں سے ہے اور توریت و حدیث و قرآن نے جنکی خبر دی ہے وہ نسل خلیل جلیل و اولاد حضرت اسماعیل ہین یہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام ہین انہین بارہ سردارون مین سردار امت حسینؑ شہید ہے جپر انبیاء و مرسلین نے ماتم کیا اور نوحہ و بکا کیا۔

امام حسینؑ کا ماتم

ہمکو توریت و انجیل و زبور کی تحریف ہونے کی بحث اٹھانا منظور نہین ہے ورنہ سہولت سے معلوم ہو جاتا کہ نبیون کی بزم مین حسین شہید کی صف ماتم کہان کہان بچھی تھی اور یہ کیسی بزرگ ہستی تھی جسکو توریت و زبور و انجیل نے اتنی اہمیت دی کہ بار بار انکا ذکر ان کتابون مین آیا ہے۔ اس بحث کو ترک کرتے ہوئے موجودہ بائبل بھی واقعہ شہادت سے بھری پڑی ہے اور نبیون کی آنکھین حسین کے غم مین گریان نظر آرہی ہین۔

چونکہ توریت کے بشارات بیشتر چیستان اور معمہ کی حیثیت رکھتی ہین اور کوئی صاف صاف بشارت نہین ہے اور اوسی ڈھنگ پر یہ بشارت امام حسین علیہ السلام

کے اور کچھ ہو نہین سکتا۔

حضرت نوح کا ماتم

جب کشتی حضرت نوح کوہ ارارات پر بعد طوفان ٹھہری اور سنعار کے ملک مین بابل کی بنیاد ڈالی گئی (توریت باب ۹ آیت ۱۱) تو کشتی طوفانی ہوئی تھی اور خداوند کریم نے حضرت نوح کو خبر قتل امام حسین علیہ السلام دی تھی جناب نوح اس خبر کو سنکر غمگین ہوئے اور قاتلان امام حسین پر لعنت فرمائی (منتخب فخری طریحی) یہ واقعہ ہر چند کہ توریت مین نہین ہے لیکن کشتی جناب نوح کا کربلا مین آنا اور اوسکا طوفانی ہونا تاریخی حیثیت سے مستبعد نہ رہا۔

حضرت ابراہیم کا ماتم

حضرت ابراہیم مقام اور جو کالڈی قوم کا تھا حاران دن جو عراق عرب مین ہے تشریف لیجاتے تھے (پیدایش باب ۱۱ آیت ۳۱)

اس توریت کی شہادت کی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کا کربلا سے معلی مین ورود ثابت ہوا۔

اب حدیث بتاتی ہے کہ جب کربلا کی سرزمین پر آپ پہونچے تو گھوڑے کے پیر کو لغزش ہوئی آپ گر پڑے اور سر پھٹ گیا اوسوقت خداوند کریم نے شہادت امام حسین علیہ السلام کی آپکو خبر دی آپ مغموم و محزون ہوئے اور یزید پر لعنت فرمائی (منتخب فخری طریحی)

حضرت موسیٰ کا ماتم

اور اوس ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ مقدس جماعت مجلس ہوگی اور تم اپنی جانون کو دکھ دو اور کچھ کام نہ کرنا (گنتی باب ۲۹ آیت ۷) اور یہ تمہارے لئے قانون دائمی ہوگا کہ ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ مین ہر ایک خواہ وہ تمہارے دیس کا خواہ پردیسی جو کہ تم مین بود و باش کرتا ہے اپنی جان کو دکھ دے اور کسی طرح کا کام نہ کرے (احبار باب ۱۶ آیت ۲۹)

پھر خدا نے موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا ساتوین مہینہ مین بھی اور اسکے دسوین روز کفارہ دینے کا دن ہوگا تمہاری مقدس جماعت ہوگی تم اوس دن اپنی جانون کو دکھ دو اور خداوند کے لئے آگ سے قربانی گذرانو۔ تم مین اوس دن کوئی کام نہ کرنا کیونکہ وہ کفارہ کا دن ہوگا کہ تم خداوند اپنے خدا کے آگے اپنے لئے کفارہ دو جو کوئی شخص

ین اوس دن مین غمگین نہ ہو جاویگا وہ اپنی قوم سے کٹ جاویگا اور جو انسان عین
اوس دن مین کوئی کام کریگا مین اوس انسان کو اوسکی قوم مین سے فنا کر دونگا تم کسی طرح کا
کام مت کرو یہ تمہارے سارے گھرون مین تمہارے قرنون کے لئے قانون ابدی ہوگا یہ
تمہارے لئے سبت آرام کرنے کیلئے ہوگا تم آپکو غمگین بنائیو تم اوس مہینہ کے نوین
دن کی شام سے دوسری شام تک اپنے آرام کا وقت مانیو (توریت احبار باب ۲۳
آیت ۲۹ لغایت ۳۲)

مذکورہ واضح بشارتون کا مصداق بجز روز عاشورہ محرم اور کیا ہو سکتا ہے اور
ساتوین مہینہ کی دسوین روز غمگین رہنا اور دنیاوی ہر کام کی ممانعت اور ابد تک اس
یہ ہمیشہ کی ہدایت اور مخالفت پر قومیت سے اخراج۔ نوین دن کی شام سے دوسری
شام تک یعنی شب یازدہم تک اور اوسکے کفارے کا دن ہونا بیشک یہ ایک بڑے
کفارے کی خبر ہے جو ٹھیک اسی دن کربلا کے میدان مین ۶۱ھ مین واقع ہوئی
یہود کا ساتوان مہینہ ہے جو تشرین عربی کے محرم ۶۱ھ سے مطابق تھا اسکو تشرین
مین تسری کہتے ہین جبکہ آفتاب برج میزان مین ہوتا ہے جسطرح سے شمسی و قمری مہینون کی
تاریخین مطابق ہوتی رہتی ہین اسیطرح سے موسوی اور اسلامی تاریخین بھی مطابق ہوجایا
کرتی ہین۔ چنانچہ تاریخ عبر مطبوعہ مصر سے واضح ہے کہ یکم محرم الحرام ۶۱ھ مطابق
یکم تشرین ۶۸۰ء ہے۔ اور یعقوبی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ یکم محرم ۶۱ھ کو ماہ
تشرین کی پہلی تاریخ تھی بعض عجمی شہرون مین اوس دن آفتاب برج میزان مین ساڑھے
تیرہ درجہ پر اور چاند برج دلو کی بیسوین منزل پر تھا اور محرم ۶۱ھ سے ماہ تشرین
کی تاریخین مطابق ہو گئی تھین۔

لفظ عاشورا کی تحقیق

اس مہینہ کی دسوین تاریخ یہود روزہ رکھنا فرض سمجھتے تو
اور اس روزے کا نام کپور تھا اور اوسی کا معرب عاشورہ
ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ عشورا اصل لغت ہے اور آشورہ کا معرب ہے۔ کربلا چونکہ
زمین آشورہ پر واقع ہے اور اسی سرزمین پر قتل امام حسین ہو الہذا اوس واقعہ کی یاد

اوس سرزمین کے نام سے منائے جانے کے لئے عشورا بنا یا گیا اوس سے عاشورہ کردیا
لیکن بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ عاشورا معرب نہین ہے عربی ہے مادہ اوسکا عشر ہے
(فقہ اللغۃ ثعالبی مزہر اللغۃ سیوطی) اور تمام مورخین اور فقہا و اہل لغت نے فریقین کے
اتفاق کیا ہے کہ قتل سید الشہدا دہم محرم کو ہوا اور روز عاشورہ دہم محرم ہی کا نام ہے
اور تاسوعا نہم محرم کی ہے توریت کی تعلیم کی بنا پر تاسوعا اور عاشورا دونون غم و اندوہ
کے لئے معین کر گئے ہین۔ لیکن صحیح بخاری جو بجد قرآن اہلسنت کے لئے اصح کتاب
ہے اوسمین کسی مصلحت سے ابن عباس کی روایت نقل کی ہے کہ عاشورا نوین محرم
ہے اور تاسوعا آٹھوین محرم ہے۔ لیکن اسی کتاب کی دوسری روایت خود اوس کی
تکذیب کرتی ہے اوسمین ہے "انہ صیام یوم عاشورہ فقیل له ان الیہود
والنصاری تعظمہ فقال علیہ السلام فاذا کان العام المقبل صمنا التاسع"
اور یہ صاف دلیل ہے کہ روز عاشورہ دسوان دن ہے اور لفظ تاسوعا بھی قرائن
عربیت کی بنا پر نوین ہے۔ لیکن قول جوہری کا کہ لفظ عاشورہ مولّد ہے یہ صرف
اسلئے کہا ہے کہ عظمت عاشورہ کو گھٹایا جائے حالانکہ مولّد وہ لفظ ہوتی ہے جسے بعد
ہو اور متاخرین نے اوسکا استعمال کیا ہو اور سابق مین اوسکا وجود نہ ہو حالانکہ
لفظ عاشورا اور تاسوعا حضرت موسیٰ کی احبار اور گنتی مین موجود ہے اور یہود
تک کا احترام کرنا صحیح بخاری کی روایت سے واضح ہوتا ہے۔

لفظ عاشورا مین چند لغتین ہین۔ عاشورا، عاشوراء، بدو قصر اور عشورا،
عشوراء، عاشوراء (قاموس) یہ ابد تک رہنے والا غم توریت کا بتایا ہوا اور
کفارے کا دن آنے والے نبیون نے سب نے منایا ہے۔

توریت کے ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ کو یوم غم ہونا صحیح بخاری کی حدیث
سے بھی معلوم ہوا کہ دہم محرم تھا اور مزید تائید اوسکی اسطرح سے بھی ہوتی ہے کہ کشتی
جناب نوح بموجب بیان توریت سترہوین تاریخ کوہ ارارات پر ٹہری تھی (پیدائش ۸
باب آیت ۴) اور شیخ طوسی رحمہ اللہ نے کتاب تہذیب الاحکام مین حدیث

بحار الانوار مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے عن ابی جعفر قال
لذکت السفینہ یوم عاشورا علی الجودی فامر نوح ومن معہ من
الجن والانس ان یصوموا ذلک الیوم۔ اگرچہ بحار الانوار کی ہے اور ضعیف
ہے اور خبر واحد بھی ہے اور روایت عامہ کے مطابق ہے اور شیخ صدوق رح
کی خبر امالی و علل الشرائع بھی اسکی معارض ہے اور اس مین اٹھارویں ذیحجہ قرار دی
ہے جب سفینہ نوح کوہ جودی پر ٹھیرا۔ باوجود سب باتون کے ہم کہہ سکتے ہین کہ روز
بحار الانوار مین کشتی کہ کشتی کوہ جودی پر پورے طور پر رک گئی تھی بلکہ لفظ لزقت
کے معنی یہ ہین لی دنا واقترب۔ ای الصق والتصق۔ جیسے یہ معنی ہوئے
کہ کشتی کو پہاڑ سے الصاق ہوا اور تحت سفینہ کو چوٹی سے پہاڑ کے اتصال ہوا جسکو
حدیث شیخ مرحوم نے بھی بتایا ہے کہ کشتی نوح کو موجون نے ٹھیرا اور غرق ہونے
کا خوف ہوا جب خدا کی وحی ہوئی اور قتل امام حسین ؑ کی خبر دی گئی لہذا اضافات نہ ہوگا
شانہ دین ذیحجہ کو کشتی نوح علیہ السلام کوہ جودی پر ٹھیری ہو لیکن کشتی کے نیچے کا پانی
ایک دم خشک نہ ہوا تھا اور پانی زمین پر سے رفتہ رفتہ گھٹتا جاتا تھا اور ڈیڑھ سو دن
کے بعد کم ہوا اور ساتوین مہینہ کی سترھوین تاریخ کو اراراط کے پہاڑ پر کشتی پورے
طور پر ٹک گئی اور پانی دسوین مہینہ تک گھٹتا جاتا تھا اور دسوین مہینہ کی پہلی تاریخ کو پہاڑ
کی چوٹیان نظر آئین (پیدائش باب ۸ آیت ۴ و ۵) لہذا ممکن ہے کہ دسوین محرم کو کسی
طرح سے پانی کی کشتی ٹکرائی ہو جو کشتی کے نیچے اور جودی کے اوپر موجزن تھا اگرچہ
اٹھارہ دین ذیحجہ کو کشتی جودی پر آن لگی لیکن اوسکے یہ معنی نہین ہین کہ اوس کے
نیچے سے پانی بالکل دور ہو گیا تھا کشتی ابھی ٹھیکی سے پہاڑ پر لگی جیسے کم پانی مین بڑی
کشتی زمین سے لگ جاتی ہے لیکن پانی اوسے گھیرے رہا ہو۔

یسعیاہ نبی کا ماتم

عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا مین ددانیون کے قافلو
آگے لئے دو ادیون کے قافلو پانی لیکر پیاسے کا استقبال کرو
اے تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لیکے بھاگنے والے کے ملنے کو آؤ کیونکہ

وے تلوارون کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی
شدت سے بھاگے ہین۔ کیونکہ خداوند نے مجھ سے یون فرمایا ہنوز ایک برس ہان مزدور
کے سے ایک ٹھیک برس مین قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازون
کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جاوینگے کہ خداوند کریم اسرائیل کے
خدا نے یون فرمایا (یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۳ لغایۃ ۱۷) یہان اسماعیل اور ددانیون کو جس
ہو کے پیاسے کے استقبال کا حکم ہے جو مدینہ سے جنگ و پیکار اور تلوارون کے زون
سے جان بچاتا ہوا نکلا اور مدینہ و کعبہ کی حرمت بچانے کے خیال سے قطع دشت و بیابان
طے کرتا ہوا ارض بابل کربلا مین گردن کٹا کر سو رہا۔ قیدار کی حشمت صدیون پہلے جا چکی
تھی اور اوسکی پچھلی دولت و ثروت قوت و سطوت باقی نہ رہی تھی ایمان اخلاق اور
ملت کے آئین و اصول فراموش ہو چکے تھے ورنہ فاران کی روشن شریعت کے قبیلے
بنی ہاشم قیدار کو دشواریان نہ ہوتین باہمی اختلافات بغض و عداوت کی آگ
باہمی جنگجوئی جہالت و خاندانی عداوتون اور انتقامی جذبات کا اسطرح سے مظاہرہ نہ ہوتا
کہ رسول خدا کی سچی تعلیم کو چھوڑ کر تمام قبائل پھر گمراہ ہوتے اور فرزند رسول کا اس
بے دردی سے خون بہا دیا جاتا۔

یسعیاہ نبی کا دوسرا ماتم

پر آخری زمانہ مین غیر قومون کے جلیل مین دریا کی سمت
یردن کے پار بزرگی دیگا۔ اون لوگون نے جو تاریکی مین
چلتے تھے بڑی روشنی دیکھی اور اونپر جو موت کے ملک اور سایے مین رہتے تھے نور
چمکا (یسعیاہ باب ۹۔ آیت ۱ و ۲) متی نے صرف اتنی سی بات پر کہ حضرت عیسی جلیل
کے کنارے فرات پر ٹھیرے تھے مذکورہ بشارت کو حضرت عیسی سے چسپان کر دیا
(متی باب ۴۔ آیت ۱۴ لغایت ۱۶) اگر مان لین کہ متی کی شہادت صحیح ہے اور یسعیاہ
کی پیشگوئی مسیح سے متعلق ہے تب بھی موت کا ملک یسعیاہ نے کیون کہا یسوع کو نہ
وہان صلیب دیگئی نہ مارا گیا وہ تو صلیب کے بعد پھر زندہ ہو کر جلیل گیا (متی باب ۲۸
آیت ۱۰) پھر وہ کون ایسی جلیل القدر ہستی موت کے گھاٹ اس زمین مین اتری جسکا

ہے اس کو موت کا ملک کہا گیا یہ وہی موت عظیم ہے جسکو اسلامی مورخوں نے بیان کیا
ہے کہ جب جناب عیسیٰ کربلا پہونچے تو ایک شیر نے آکر راستہ روکا اور شہادت امام
کی خبر دی آپنے قاتلان امام حسین ع پر لعنت کی (منتخب شیخ طریحی)

یرمیاہ نبی کا ماتم

کیونکہ خدا رب الافواج کے لئے اتر کی سرزمین مین دریائے
فرات کے کنارے ذبیحہ مقرر ہوا (یرمیاہ باب ۴۶۔ آیت ۱۰) امام حسین
کے سوا اور کون ذبیحہ فرات کے کنارے گذرا جو اس قابل ہو کہ الہامی کتاب مین اوسکا
ذکر ہو۔

حبقوق نبی کا ماتم

تو اپنی قوم کو رہائی دینے کے لئے ہان اپنے ممسوح کو رہائی
دینے کے لئے نکل چلا تو بنیاد کو ننگا کرکے گردن تک شریر
کے گھر کے سر کو کچل ڈالتا ہے سلاہ تو نے اس کے سرداروں مین سے جو عالی درجہ
کا تھا اوسکے بھالوں سے مار ڈالا۔ وے مجھے پراگندہ کرنے کو آندھی کیطرح نکل
آئے اونکا فخر یہ تھا کہ مسکینوں کو ہم چپکے نگل جاوین (حبقوق باب ۳۔ آیت ۱۳ و ۱۴) خدا
کے ممسوح بندے کو اموی گرفت سے آزاد کرنے کیواسطے خدا کی مشیت ہوئی
کہ اوسکے نانا کے کلمہ گو اوس عالی درجہ امام کو بھالون سے قتل کرین یزیدیونکا مقصد
یہ تھا کہ خاموشی سے حسین ع ایسی برگزیدہ خاموش ہستی کو چپکے سے نگل جاوین اور
دنیا بیخبر رہے اور جب چاہتے آل رسول کا خاتمہ کردین لیکن خدا نے شریرون
کی شرارت کو بے نقاب کردیا اور بہت جلد اونکو ایسا کچلا کہ بنی امیہ کا پتہ تک نہ
رہا اور ابدالاباد تک کے لئے اموی نسل کا خاتمہ ہوگیا۔

صفنیاہ نبی کا ماتم

تم خداوند یہوواہ کے حضور چپکے رہو کیونکہ خداوند کا دن
نزدیک ہے اس لئے کہ خداوند نے ذبیحہ کی تیاری کی
ہے اور جنہے انہین بلایا اونہین مخصوص کیا ہے اور خداوند کے ذبیحہ کے دن مین
ایسا ہوگا کہ مین امیرون کو اور بادشاہ زادون کو اور سبھون کو جتنے کہ اجنبی پوشاک
پہنتے ہین سزا دونگا (صفنیاہ باب ۱۔ آیت ۷ و ۸) خدا نے جس ذبیحہ کی تیاری کی

ہے اور جو ذبح کے لئے مخصوص بلایا گیا ہے وہی خدا کی راہ مین ذبح ہوگا دوسرا
اوسکا عوض نہین ہوسکتا اوس ذبیحہ کے بعد اوس کے قاتل اور اون کے
سب گھرانے اور نسلین اور اوسکے ساتھی غیر قومین خدا کی بارگاہ سے سزا پاینگے

ذکریاہ نبی کا ماتم

تب رب الافواج کا کلام مجھے پہنچا اور اوس نے کہا کہ مملکت
کے سارے لوگون سے اور کاہنون سے کہہ کہ جب تم لوگون
نے پانچوین اور ساتوین مہینہ مین اون ستر برس تک روزہ رکھا اور ماتم کیا
کبھی میرے لئے ہان میرے لئے روزہ رکھا تھا اور جب تم نے کھایا اور پیا تو کیا
تم نے اپنے لئے نہ کھایا اور پیا۔ کیا یہ وے باتین نہین جو خدا نے اگلے نبیوں کی
معرفت پکار پکار کر کہین جس وقت کہ یروشلم آباد اور آسودہ حال تھا اور اوسکے گردا گرد
کے شہر ویسے ہی تھے جس وقت لوگ دکھن کی سرزمین اور میدانون مین سکونت کرتے
تھے (ذکریاہ باب ۷۔ آیت ۴ لغایت ۷) ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ عاشور کا
دن یہی روزہ اور ماتم ہے جسکو کتاب احبار باب ۲۳ مین حضرت موسیٰ نبی
نے ابدالاباد بطور یادگار حسینی قائم رکھنے کا حکم دیا تھا اور اون کے بعد آنے
والے نبیوں نے بھی حکم دیا وہ روزہ اور اوسکا افطار خدا کو فائدہ رسان
نہ تھا بلکہ ماتم کرنے والے اور حسین ع کے سوگ نشینوں کے فائدے کیلئے ہے۔

حضرت عیسیٰ کا ماتم

جو غالب آوے اوسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھاؤنگا جیسطرح
مین غالب آکر اپنے باپ کے ساتھ اوسکے تخت پر بیٹھ
گیا جسکے کان ہون وہ سنین کہ روح کلیساؤن سے کیا کہتی ہے۔ (مکاشفہ باب ۳)
بتاؤ دنیا مین حضرت مسیح کے برابر اوسکے تخت پر بیٹھنے والی وہ کون ہستی ہوسکتی
ہے جو مثل مسیح ظاہری مغلوبیت کے بعد حقیقی اور واقعی غلبہ حاصل کرچکی ہو
وہ افضل ترین خلائق امام حسین علیہ السلام ہین جنکو یزیدیوں سے بظاہر
مغلوبیت اور حقیقی فتح حاصل ہوئی۔

یوحنا حواری کا ماتم

یہ وہی زیتون کے دو درخت ہین اور دو چراغدان

جو زمین کے خداوند کے سامنے کھڑے ہیں اور اگر کوئی اونکو ضرر پہونچانا
چاہے تو آگ انکے منہ سے نکل کر انکے دشمنوں کو کھا جاتی ہے اور اگر کوئی اونکو ضرر
پہونچانا چاہے گا وہ ضرور اسیطرح سے مارا جاوے گا اونکو اختیار ہے کہ آسمان کو
بند کردیں تاکہ اونکی نبوت کے زمانے میں پانی نہ برسے اور پانیوں پر اختیار ہے کہ
انہیں خون بنا دیں اور جتنی مرتبہ چاہیں زمین پر ہر طرحکی آفت لادیں جب
وہ اپنی گواہی دے چکینگے تو وہ حیوان اتھاہ گڑھے سے نکلے گا اونسے لڑ کر اونپر غالب
آویگا اور انکو مار ڈالیگا اور اونکی لاشیں اس بڑے شہر کے بازار میں پڑی رہینگی
جو روحانی اعتبار سے صدوم و مصر کہلاتا ہے جہان اونکا خداوند بھی مصلوب ہوا
تھا اور امتوں اور قبیلوں اور اہل زبان اور قوموں سے لوگ اونکی لاشوں
کو ساڑھے تین دن تک دیکھتے رہیں گے اور اونکی لاشوں کو قبر میں نہ رکھنے
دینگے اور زمین کے رہنے والے اونکے مرنے سے خوشی مناوینگے اور شادیانے
بجاویں گے اور آپس میں تحفے بھیجیں گے (مکاشفہ باب ۱۱۔ آیت ۴ تا ۱۰)

یوحنا حواری کے مکاشفہ کی ہر لفظ پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ یہ دو بزرگ
ہستیاں تھیں۔

(۱) شجرہ مبارکہ زیتونیہ ابراہیمیہ کے دو درخت اور مشکوۃ مقدس قرآنیہ کے
دو چراغدان فرزندان رسول امام حسنؑ اور امام حسین علیہما السلام کے سوا اور کون
ہے کوئی منصف عیسائی نہیں بتا سکتا کہ اون فضائل و خصائص کا حامل جو مکاشفہ
میں مذکور ہے عالم میں حضرت عیسیٰؑ کے بعد کون پیدا ہوا جنکو قرآن مجید نے
بھی چراغوں سے تشبیہ دی ہے اور نسل ابراہیمی سے بتایا ہے "اللہ نور
السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ
الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ" (سورہ
نور) یعنی خدا آسمانوں زمینوں کا نور ہے مثال اوسکے نور کی چراغدان کی ہے
جسمیں چراغ ہو چراغ شیشے کی قندیل میں ہو اور وہ قندیل چمکدار ستارے کیطرح

درخشندہ ہو جو درخت بابرکت زیتون سے روشن کیا گیا ہو۔ اس آیت شریفہ میں مصباح
سے مراد حسن و حسین علیہما السلام ہیں اور شجرہ مبارکہ زیتونیہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام
ہیں اوسی شجرہ طیبہ کے دو پودے حسنؑ و حسینؑ ہیں (مناقب ابن مغازلی، مناقب فاخرہ، امالی
ابن بابویہ، تفسیر علی بن ابراہیم قمی، تفسیر ابن ماہیار، اختصاص شیخ مفید، مجمع البیان طبرسی
تفسیر صافی، تفسیر برہان)

(۲) اون دونوں زیتونی درختوں کو مخلوق پر قدرتی اختیار و تصرف ہر طرحکا حاصل
ہوگا جسکو مکاشفہ نے بیان کیا اور رسول محمد نے اپنے اہلبیت کے بارے میں ظاہر
فرمائی "اہل بیتی امان لاہل الارض کما ان النجوم امان لاہل السماء"
(مسند احمد بن حنبل، فرائد السمطین حموینی) یعنی میرے اہلبیت زمین والوں کیلئے
باعث امان ہیں جسطرح ستارے باعث امان ہیں اہالیان آسمان کیلئے اور ابن
بابویہ قمی نے امالی میں وہ حدیثیں نقل فرمائی ہیں تتمہ روایت میں بیان فرماتے ہیں
امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں بنا ینزل الغیث وبنا تنشر الرحمۃ
وتخرج برکات الارض "ہماری برکت سے پانی برستا ہے اور رحمت
خدا پھیلتی ہے اور زمین کی برکتیں نکلتی ہیں۔ ہماری وجہ سے بارش ہوتی
ہے اور ہماری وجہ سے رحمت الٰہی منتشر ہو کر عالم کو گھیر لیتی ہے اور زمین
کے جملہ برکات کا ظہور ہماری وجہ سے ہوتا ہے"۔ انہیں عام اختیارات
و برکات کو مکاشفہ نے خاص اختیارات کو ذکر کرکے بیان کیا ہے۔

(۳) ان مقتولوں کو مکاشفہ میں نبی اور گواہ کہا گیا ہے جس سے روحانی سرداری اور
خلافت حقہ امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام کا کافی ثبوت ہے ورنہ بتاؤ جناب
عیسیٰ کے بعد وہ دو بزرگ ہستیاں مقتولوں کی عالم میں کون ہیں جو صفات
مذکورہ مکاشفہ کی حامل ہوں بجز فرزندان رسول کے اور قرآن مجید نے بھی
ان کو گواہ اور شاہد فرمایا ہے "افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد
منہ" (سورہ ہود) یعنی اور جو اپنے خدا کیطرف سے روشن دلیل پر ہو اور اوسکے

پیچھے اونہیں بین کا ایک گواہ ہوا۔ بینہ سے مراد رسول خدا اور شاہد سے مراد علی مرتضیٰ ہیں (مناقب خوارزمی، فراید السمطین حموینی، شرح ابن ابی الحدید) لیکن تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا۔ الشاہد منہ امیر المومنین علیہ السلام ثم اوصیائہ واحد بعد واحد۔ شاہد امیر المومنین علیہ السلام ہیں اونکے بعد اونکے اوصیاء یکے بعد دیگرے۔ اور اوسی کی تصدیق مکاشفہ نے کی ہے۔ تمام نصاریٰ کو ماننا پڑیگا کہ بعد حضرت عیسیٰ عالم میں کوئی ہستی اون صفات و اختیارات سے موصوف نہ تھی جکا مکاشفہ میں ذکر ہے۔ بجز فرزندان رسول کے

(۴) دمشق کے درندہ خصلت جانور کے ہاتھ سے ایک فرزند رسول زہر دغا سے قتل ہوا اور نانا کی قبر میں دفن نہ ہونے پایا دوسرا بے گور و کفن جلتی زمین پہ کربلا کی تین دن پیاسا رہے تین دن دفن نہ ہونے پایا اور بنی امیہ نے ان شہیدان راہ خدا کی شہادت پر خوشیان منائین اور تحفہ اور ہدیہ ایک دوسرے کو بھیجے

(۵) بڑے شہر میں لاشوں کا پڑا رہنا وہ بجز کربلا اور کوئی مقام نہ تھا نینوا کو جہان کربلا واقع ہے توریت نے اوسکو بڑا شہر کہا ہے۔ اور خداوند کا کلام یوناہ بن امتی کو پہنچا اور اوسنے کہا کہ اٹھ اوس بڑے شہر نینوا کو جا (یوناہ نبی کی کتاب باب ۳۔ آیت ۳)

(۶) وہ شہر روحانی اعتبار سے صدوم و مصر کہلاتا ہے۔ زمین کربلا کی روحانی بزرگی شہادت امام حسین اور قبر مطہر سے اوس زمین سے کم نہیں یوحنا حواری کی نظر میں جو مسیح کے مصلوب ہونے کی جگہ ہے۔

(۷) قاتلوں کو بھی اسیطرح سزا دی گئی جسطرح انہوں نے شہید و نیز ظلم کیا تھا۔ امام زہری ناقل ہیں کہ امام حسینؑ کے قاتلوں میں کوئی نہ بچا جسے دنیا ہی میں سزا نہ پائی ہو یزید کی بادشاہت تو تھوڑے ہی روز میں مٹ گئی (اسعاف الراغبین) قاتلان امام حسینؑ کی ناک میں زندہ سانپ گھستے اور نکلتے رہے (سر الشہادتین شاہ عبد العزیز)

یوحنا حواری کا ۴ ماتم تو نے ذبح ہو کر اپنے خون سے ہر ایک قبیلے اور اہل زبان اور امت و قوم میں سے خدا کے واسطے لوگوں کو خرید لیا

(مکاشفہ یوحنا باب ۵۔ آیت ۹) اگر تسلیم کیا جاوے کہ مسیح کو صلیب ہوئی تب بھی صلیب کو کسی زبان میں ذبیحہ اور ذبح نہیں کہتے بجز اوس ذبیحہ خنجر و شمشیر کے جو قربانان کے ہاتھ سے ذبح ہوا۔

یوحنا کا ۳ ماتم دیکھو وہ بادلوں کیساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اوسے دیکھیگی اور جنہوں نے اوسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھینگے اور زمین پر کے سارے قبیلے اوسکے سبب چھاتی پیٹینگے۔ بیشک آمین (مکاشفہ باب ۱۔ آیت ۷) زمین کے سارے قبیلوں کا چھاتی پیٹنا بجز حسینؑ غریب تاریخ عالم میں کسکے واسطے ہوا اور کون چھیدا گیا۔ اگر عیسیٰ بشرط صحت مصلوب بھی ہوئے تو کسنے چھاتی کوٹی؟ کہاں چھاتی کوٹی گئی؟ ہنوز ان کا ذکر نہیں خود عیسائیوں نے کس زمانے میں کس ملک میں ماتم پرسے کی محفلیں منعقد کیں بخلاف امام مظلوم کے دوستوں کا کیا ذکر دشمنوں نے چھاتی کوٹی اور قیامت تک یہ ماتم برپا رہیگا۔ ابن سعد رویا۔ خود یزید رویا۔ معتضد باللہ رویا (طبری جلد ۱) صالح خلیفہ عباس کا چچا رویا (مروج الذہب) معاویہ بن یزید بن معاویہ رویا (طبری) بعد شہادت حسینؑ مٹی خون بنی۔ آسمان سے خون برسا غیبی ہاتفوں نے مرثیہ پڑھے۔ جنوں نے نوحہ پڑھے۔ قیامت تک ستر ہزار فرشتے قبر حسینی پر روئینگے۔ دو تین مہینہ تک دیواریں خون آلودہ رہیں۔ بیت المقدس کے ہر پتھر کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ تین روز تک زمانہ تیرہ و تاریک رہا۔ سورج کو گہن لگا۔ دیکھو ان واقعات کی تفصیل کو اسلامی ذیل کی تاریخوں میں کامل ابن اثیر، غنیۃ الطالبین، صواعق محرقہ، امالی ثعلبی، ینابیع المودۃ، تفسیر فتح البیان، تاریخ کامل، سر الشہادتین، تحریر الشہادتین، بیہقی، ابن جوزی۔

بعد شہادت کون زندہ ہوا اور سب کو دکھائی دیا وہ امام مظلوم ہی تھا۔ شب یازدہم جمال ملعون نے رسول خدا اور فاطمہ زہرا سے باتیں کرتے سنا۔ زن خولی نے اپنے گھر میں جناب سیدہ سے سر اقدس کو باتیں کرتے سنا۔ اور تلاوت آیہ کہف سر اقدس کی نوک نیزہ پر تمام اہل کوفہ و شام نے سنی۔ اور خود خداوند کریم نے قرآن مجید میں حسینؑ کی زندگی کی خبر دی۔ ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء

مارڈالے گئے مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ خدا کے پاس زندہ موجود ہیں اور اپنا رزق پاتے ہیں اور جناب زینب خاتون کا دربار یزید میں اسی آیت کی تلاوت کرنا اور خود یزید کا سکوت سے تصدیق کرنا (طبری)

عند ربھم یرزقون۔ اون لوگوں کو جو خدا کی راہ میں

خاتم النبین کا ماتم ازلاً گریہ و زاری حضرت رسول کا اپنے فرزند کے واقعات شہادت بار بار بیان فرمانا چند واقعات حسب ذیل ہیں۔

(۱) بعد ولادت امام حسینؑ ام الفضل کا خواب کو بیان کرنا اور امام حسینؑ کو گود میں رسولخدا کی دینا اور آپکا فرمانا میری امت اسکو قتل کریگی (مشکوۃ شریف جلد ۴ صفحہ ۴۷)

(۲) رسولخدا نے فرمایا میرا یہ فرزند حسینؑ کربلا کی زمین پر قتل ہوگا (صحیح بخاری معالم التنزیل بغوی)

(۳) روز عاشور ام سلمہ کا خواب رسول کی سر و ریش اقدس پر خاک کا پڑا ہونا اور رونا (صحیح ترمذی)

(۴) ابن عباس کا بروز عاشورا حضرت رسولخدا کو گریہ و زاری کرتے خواب میں دیکھنا (صواعق محرقہ تاریخ الخلفاء)

شہادت امام حسینؑ کی اہمیت

نبیوں کا اس واقعہ عظیم کی یادگار قایم کرنا بے سبب نہ تھا وہ سردار روحانی پیشوائے امت۔ فرزند افضل النبیین تھے بیگناہ قتل کئے گئے۔ اسی لیے آثار غضب الٰہی برپا ہوئے جو قتل انبیاء پر ہمیشہ ظہور میں آتے رہتے تھے دیکھو بیبل کو لہذا قتل حسینؑ پر بھی وہی آثار ظہور میں آئینگے۔

عام خونریزی کی ممانعت اے خدا میرے نجات دینے والے خدا مجھے خون کے گناہ سے رہائی دے (زبور ۵۱۔ آیت ۱۴) تو خون

مت کر (خروج باب ۲۰۔ آیت ۱۳۔ استثنا باب ۵۔ آیت ۱۳) تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کر اور جو کوئی خون کریگا وہ عدالت کی سزا کا مستحق ہوگا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصہ ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا (متی باب ۵۔ آیت ۲۱۔۲۲) آسمانی کتابوں میں سب سے بڑا گناہ قتل ہے قرآن مجید میں ہے (من قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا ابدا) جنے جان بوجھ کر مومن کو بے خطا قتل کیا اوسکی جزا ہمیشہ جہنم ہے۔

نبیونکا قتل پس صوبہ دار اور جو اوسکے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال اور تمام ماجرہ دیکھ کر بہت ڈرے اور بولے بیشک یہ خدا کا بیٹا تھا (متی باب ۲۷۔ آیت ۵۴) خدا کے نبی کے قتل پر بھونچال اور دیگر انقلابات نہوں کم ہیں اور اُن کے قاتلوں اور ساتھ دینے والے اور مددگاران قتل کو کچھ سزا دنیا و آخرت میں ملے کم ہے۔ درحالیکہ مسیح کی فرضی صلیب سے قتل حسینؑ کی عظمت بدرجہا زاید ہے۔

شہادت امام حسینؑ کا صلیب عیسےٰ سے تقابل

یسوع کی بیقراری کہاں وہ مضطرب و بیقرار خوف جان سے بیتابی ظاہر کرنے والا چیخ چیخ کر جان دینے والا جو نہ ہو کا تھا نہ پیاسا تھا نہ بال بچوں والا تھا نہ زخموں سے چور چور تھا پھر بھی موت سے ایسا غمگین تھا کہ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا اور اسکا پسینہ گویا خون کی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا رہا (لوقا باب ۲۲۔ آیت ۴۵) نہایت حیران و بیقرار ہونے لگا اور اونے کہا کہ میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے (مرقس باب ۱۴۔ آیت ۳۴۔ متی باب ۲۶۔ آیت ۳۸) یسوع کی آخری دعا اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جاوے (متی ۲۶) اور وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے

نل جاوے اور کہا اے باپ تجھ سے سب ہو سکتا ہے اس پیالے کو میرے پاس سے اٹھالے (مرقس ۱۴/۳۶)

حسینؑ کا استقلال

(۱) صغر سنی سے نانا کی زبانی باپ کی زبانی ماں کی زبانی آپ برابر سنتے رہے کہ کربلا کے میدان میں ہو کے پیاسے سب عزیز واقربا شہید ہوں گے باوجود اس علم و یقین کے یہ ہمت و استقلال کہ مدینہ سے چلتے وقت ہر ایک سمجھاتا ہے کہ کوفہ نہ جائے کم از کم بال بچوں اور عورتوں کو نہ لیجائے لیکن آپ کس ہمت و استقلال سے اپنے پیروں سے موت کے منہ میں جاتے ہیں آپ کے واسطے بیعت یزید کر لینے میں ہر قسم کا بچاؤ اور راحت و آرام تھا لیکن آپ نے کس جوانمردی سے اوسکے مطالبہ بیعت کو ٹھکرا دیا اور بخوشی جان دیدی۔

(۲) یوم ترویہ ۸ ذیحجہ سنہ ۶۰ھ عام مجمع میں خانہ کعبہ کے سامنے اصحاب کو جمع فرما کر اعلان فرماتے ہیں کہ "خدا کی حمد کرتا ہوں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی قوت نہیں مگر خدا ہی کی قوت ہے۔ قوت کے دائرے سے ابن آدم نہیں نکل سکتا میں اپنے بزرگوں سے ملنے کا اس سے زیادہ مشتاق ہوں جتنا یعقوب نبی۔ یوسف سے ملنے کے مشتاق تھے خدا نے میرے لئے قتل گاہ مقرر کی ہے جسکی طرف میں جانے والا ہوں۔ اہلبیت خدا کی مرضی پر راضی ہیں اوسکی بلا پر صبر کرینگے اور خدا ہم کو صابروں کا اجر دیگا پس جو اپنی جان اطمینان سے ہمارے لئے دینا چاہے وہ ہمارے ساتھ کوچ کرے اور ہم انشاءاللہ صبح یہاں سے کوچ کرنے والے ہیں۔"

(۳) شب عاشور اصحاب کو آپ جمع فرما کر خطبہ پڑھتے ہیں: "میں نے اپنی بیعت تم سب سے اٹھا لی رات کے پردے میں جانیں بچا کر جدھر چاہے چلے جاؤ کیونکہ یہ سب صرف میری جان کے خواہاں ہیں تم سے کوئی متعرض نہ ہوگا۔

(۴) صبح عاشورہ کی دعا۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرماتے ہیں "اے خدا تو ہی ہر مصیبت میں میرا اعتبار ہے تو ہی ہر سختی میں میری امید ہے۔ تو ہی ہر امر

جو پیش آنے والا ہے میرا سہارا ہے۔ بہت سے ایسے غم ہوتے ہیں جن میں دل کمزور ہو جاتا ہے حیلہ و تدبیر کم ہو جاتی ہے۔ دوست بیوفائی کرتے ہیں۔ دشمن شماتت کرتے ہیں۔ میں تیری درگاہ میں انہیں پیش کرتا رہا ہوں اور انکی شکایت تجھی سے کرتا رہا ہوں۔ کیونکہ میری رغبت محض تیری طرف ہے۔ پس تو نے انہیں کھول دیا تو ہی ہر نعمت کا ولی اور ہر نیکی کا صاحب ہے اور ہر رغبت کا انتہا ہے۔

(۵) تین روز کی بھوک پیاس بے وطنی عورتوں بچوں کا ساتھ اور سر پر بہت دشمن کہ نبیوں کی ہمت جس کے مقابلہ میں پست نظر آوے۔ عیسیٰ خود اپنی جان دینے پر بیقرار مگر حسینؑ اپنی بھائی بھتیجے بھانجے جوان بیٹا شش ماہہ فرزند دوست واحباب کو راہ خدا میں پیش کر رہے ہیں یہ رسول کا زندہ معجزہ ہے جو مسیح کی فرضی صلیب اور جی اٹھنے سے بدرجہا زیادہ ہے۔

(۶) زخموں سے چور چور ہو کر گھوڑے سے جلتی زمین پر تشریف لاتے ہیں اور رو بقبلہ خدا کی یاد ان الفاظ میں فرماتے ہیں "بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ" خدا کے نام پر اور خدا کی راہ پر اور ملت رسول اللہ پر عالم کے بسنے والو گواہ رہنا میری قربانی خدا کے نام اور اوسکی راہ پر اور ملت رسول کے تحفظ میں پوری ہوئی ہے۔

انصاف پسندوں بتاؤ عیسیٰ کی صلیب کو اس ذبح عظیم سے کیا نسبت رہ گئی! حسین تو نے اعلان بلند اس شان و شوکت سے جان دیکر شہیدوں کی عزت کو دوبالا کر دیا شہادت میں چار چاند لگا دیے (بابی انت وامی یا ابا عبداللہ)

مسیحی شاگردوں کی حالت

یہوداہ خود آکر مسیح کو سولی کیلئے پکڑوا دیتے ہیں (۱) اور سارے شاگرد چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں (متی باب ۲۶/۵۶) اور ایک شاگرد جو چادر اپنے ساتھ تھے چادر پھینک کر ننگ دھڑنگ بھاگ جاتے ہیں (مرقس ۱۴/۵۲) پطرس حواری مرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے

صبح دم استاد سولی چڑھے گا اور رات بھر شاگرد بھی
تین بار استاد کا انکار کرتے ہیں۔ پطرس صاحب استاد پر لعنت فرماتے اور
نیند سوتے ہیں (مرقس ۱۴ لوقا ۲۲) ایسے کیرکٹر کے شاگرد نمبر
یسوع کے پہچاننے سے انکار فرماتے ہیں (مرقس ۱۴)
مسیحی فخر کرتے اور رسول کے اعمال نامہ کو انجیل کیا تھا بغل میں دبائے پھرتے ہیں۔
عالم کے فداکاروں کی جانیں نثار اس فداکاری

حسینؑ کے شاگردوں کی فداکاری پر کہ شب عاشور امام بیعت کو گردن سے
نکالے لیتا ہے اور جان بچاکر نکل جانے کو فرماتا ہے لیکن وہ باوفا کہتے ہیں "مولا
میری تمنا ہے آپکے قدموں پر جان نثار کروں ہزار بار قتل ہو کر پھر زندہ ہوں تب بھی
یہی آرزو ہو"
کوئی کہتا ہے۔ اگر مجھے قتل کرکے جلا دیا جائے اور میری خاک ہوا میں اڑا
دیجائے پھر زندہ ہوں اور پھر اسی طرح سے مارا جاؤں تب بھی آپکا ساتھ
نہ چھوڑوں گا
یہانتک کہ ہر ایک دوسرے پر سبقت کر کے جام شہادت نوش فرمائے۔
پھر شہادت امام حسینؑ اپنی تمام خصوصیات و عظمت کے رو سے کیوں نہ مفروضہ
ذبیح سے اہمیت میں بڑھ جاوے اور امتحان جناب ابراہیم سے بھی اس امتحان
کا پایہ کیوں نہ بلند ہو ایک فرزند کے ذبح پر امتحان میں جناب ابراہیم پورے اترے
اور امام حسینؑ بہتر قربانیوں میں ثابت قدم رہے اسی لئے تو وہ ذبح عظیم کے جانے
کے مستحق ہوئے اور رہبر بنی نے اور پیرا ثم کیا ایک اور اہم تاریخی بحث کو چھیڑنا چاہتے
ہیں جس سے عظمت اس قربانی کی معلوم ہو۔

حسینؑ ذبح عظیم ہیں

توریت میں ہے کہ ان باتوں کے بعد یوں ہوا کہ خدا نے ابراہام کو آزمایا اور
اوسے کہا کہ اے ابراہام وہ بولا کہ دیکھ میں حاضر ہوں تب اوسنے کہا کہ تو اپنے

بیٹے ہاں اپنے اکلوتے بیٹے کو جسے تو پیار کرتا ہے اسحاق کو لے اور زمین موریاہ
میں جا اور اسے وہاں پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤنگا
سوختنی قربانی کے لئے چڑھا (پیدایش باب ۲۲۔ آیت ۱ و ۲) توریت میں اس واقعہ
ذبح کو حضرت اسحاق سے متعلق کیا ہے اور یہ کھلی ہوئی تحریف ہے جسکو خود فقرہ
توریت کے بتاتے ہیں۔
اسحاق ابراہیمؑ کے اکلوتے بیٹے نہ تھے بلکہ قبل ولادت اسحاقؑ حضرت
اسماعیلؑ ہی اکلوتے بیٹے تھے اور بحکم خدا وہی تیری نسل ہے (پیدایش باب ۲۱
آیت ۱۲) حضرت اسماعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے ویسے ہی بیٹے تھے جیسے حضرت
اسحاقؑ توریت نے جابجا اسکا ذکر کیا ہے دیکھو "تب ابراہیم جان بحق ہوا اور
اچھی عمر درازی میں بوڑھا اور آسودہ ہو کے مرا اور اپنے لوگوں میں جا ملا اور اسکے
بیٹے اسحاقؑ اور اسماعیل نے مکفیلہ کے مغارے میں حتی صحر کے بیٹے عفرون کے
کھیت جو ممرے کے آگے ہے اوسے گاڑا (پیدایش باب ۲۵۔ آیت ۸ و ۹) اور
ابراہیمؑ کے بیٹے اسماعیلؑ کا جسے سرہ کی لونڈی مصری ہاجرہ ابراہام کیلئے
جنی تھی یہ نسبنامہ ہے (پیدایش باب ۲۵۔ آیت ۱۲) اب بتاؤ کہ ان بیانات
کے بعد اسحاق کا اکلوتا بیٹا ہونا الحاقی اور غلط ہے یا نہیں۔
اکلوتا بیٹا کہنے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اوس وقت ہوا تھا جو وقت حضرت
اسحاق کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی اور یہ یہودیوں یا عیسائیوں نے نام میں تبدیلی
کی ہے اور تائید اسکی اوس مقام کے نام سے ہوئی ہے جو ذبح کے لئے معین
ہوا تھا یعنی زمین "موریاہ" عربی توریت میں بجائے اس نام کے "ارض الرؤیا"
ہے اور توریت سامری کے عربی ترجمہ میں ہے "ارض الجبارۃ دالہ مشددہ"
محققین مسیحی نے بھی ہماری تائید کی ہے دہ بائبل سائیکلوپیڈیا جلد ۴ صفحہ ۲۴۰ میں
ہے کہ بیت المقدس میں اس واقعہ کا ہونا مشکل ہے توریت سامری کی پیدایش
باب ۲۲۔ آیت ۲) میں بجائے "موریا" کے سرزمین "مرہ" لکھا ہے جیسا کہ ترجمہ

عرضِ مدعا

باسمہٖ سبحانہٗ

"نبیوں کا ماتم"

دار التبلیغ لکھنؤ کی جدوجہد کا یہ ایک نمونہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام
ہی وہ بزرگ ہیں جن کی خونچکاں داستان کو یاد کر کے گروہِ انبیاء علیہم السلام امت میں ہمیشہ مجلسِ ماتم قائم کی [illegible]
کامل مدلل اور قدیم تاریخ ہے جو دار التبلیغ کو اس کتاب کے پیش کرنے کا سلسلے فخر ہے یہ [illegible]
[illegible] جناب مصنف کا یہ کارنامہ ہمیشہ یادگار رہے گا [illegible] المعز [illegible] یاد کیا ہے قبل حالاتِ شہادتِ امام
[illegible] جناب علامہ صاحب نے تاریخ کا خون [illegible] حالاتِ شہادتِ امام حسین علیہ السلام [illegible] فرمایا تھا کہ ۵ محرم ۱۹۳۵ء
دار التبلیغ ایک سال سے ہر [illegible] چھپا گیا اور عالی جناب مرزا عاشق حسین صاحب ایم اے بی ٹی پرنسپل
[illegible] کا یہ انگریزی میں ترجمہ [illegible] جناب حسین صاحب [illegible]
[illegible] کا پہلا مرتبہ [illegible]

[illegible] جزاہم اللہ خیر الجزاء [illegible] جناب مصنف علامہ [illegible] جناب [illegible]
[illegible] کاش ارباب [illegible]
[illegible] اسلامی کا ناموس [illegible]
[illegible] آگاہ ہو جاتا تمام [illegible] علوم اسلامی [illegible]
[illegible] دار التبلیغ لکھنؤ [illegible]
[illegible] دار التبلیغ کے [illegible]
[illegible] کا اسلام کا [illegible] مصنف علامہ [illegible] فلسفۃ الاسلام [illegible]
شائع کرنے کے لئے ارادہ فرمایا ہے جس کی مجملہ اثنا عشر جلدوں کے مکمل جلدیں موجود ہیں!

(۱) فلسفۃ الاسلام [illegible] اسپنسر اور نیوٹن کے اقوال کی جانچ۔
(۲) فلسفۃ الاسلام خواص طبعی مادہ کے۔ (۳) فلسفۃ الاسلام علم ہیئت۔
(۴) فلسفۃ الاسلام جیالوجی۔ (۵) فلسفۃ الاسلام جغرافیہ طبعی۔
(۶) فلسفۃ الاسلام کیمسٹری (اسکا انگریزی ترجمہ بھی موجود ہے)۔
(۷) فلسفۃ الاسلام علم المناظر (۸) فلسفۃ الاسلام علم آواز۔
(۹) فلسفۃ الاسلام الکٹریسٹی۔ (۱۰) فلسفۃ الاسلام نباتات الحیوانات۔
(۱۱) فلسفۃ الاسلام مورولوجیا (۱۲) فلسفۃ الاسلام سوشیالوجی۔

وما علینا الا البلاغ

سید محمد سکریٹری دار التبلیغ ڈیوڑھی آغا میر لکھنؤ!

جنوری سنہ ۱۹۳۶ء

شکریہ

اس رسالہ کی اردو طباعت مین ہم عالیجناب سرکار حاجی سید ناصر علیخان صاحب دام اقبالہ رئیس جانسٹھ کا شکریہ ادا کرتے ہین جنھون نے اپنے مصارف سے طبع فرمایا۔

اور ساتھ ہی ہم شکرگزار ہین عالیجناب پروفیسر سید اکبر علیصاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ کے جنھون نے کمال توجہ اور محنت سے اس کا انگریزی ترجمہ دلایا اور حضور سرکار والا تبار خان بہادر چودھری ارشاد حسین صاحب دام اقبالہ رئیس اعظم ردولی ضلع بارہ بنکی کے جنھون نے اپنی مالی امداد سے طبع کرانے کا حکم دیا جو زیر طبع ہے اور انشاء اللہ عنقریب شایع ہو کر یورپ وغیرہ مین مفت بھیجا جائیگا۔

فجزاھم اللہ خیر الجزاء

سید محمد سکریٹری دار التبلیغ ڈیوڑھی آغا میر کوٹھی تحسین لکھنؤ